لتقریرہ وما توفیقی الا باللہ العلیم الخبیر واللہ سبحنہ وتعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ۔ دو رکعت تراویح کی نیت کی قعدہ اولی بھول گیا تین پڑھ کر بیٹھا اور سجدہ کیا تو نماز ہوئی یا نہیں اور ان رکعتوں میں جو قرآن شریف پڑھا اُس کا اعادہ ہوا یا نہیں اور چار پڑھ لیں تو یہ چاروں تراویح ہوئیں یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

صورت اولی میں مذہب اصح پر نماز نہ ہوئی اور قرآن عظیم جس قدر اُس میں پڑھا گیا اعادہ کیا جائے فی ردالمحتار لو تطوع بثلاث بقعدۃ واحدۃ کان ینبغی الجواز اعتبارا بصلاۃ المغرب لکن الاصح عدمہ لانہ قد فسد ما اتصلت بہ القعدۃ وھو الرکعۃ الاخیرۃ لان التنفل بالرکعۃ الواحدۃ غیر مشروع فیفسد ما قبلھا۔ اور چار پڑھ لیں اور قعدہ اولی نہ کیا تو مذہب مفتی بہ پر یہ چاروں دو ہی رکعت کے قائم مقام گنی جائیں گی باقی اور پڑھ لے کما صرح بہ فی ردالمحتار عن النھر الفائق عن الزاھدی اور دونوں قعدے کیے تو قطعاً چاروں رکعتیں ہوگئیں ولاکراھۃ ایضا کما یفیدہ التعلیل المذکور فی ردالمحتار نعم الافضل مثنی مثنی کما لا یخفی واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ از جوالاپور ضلع سہارنپور مرسلہ سید یاد علی صاحب ۱۹ شوال ۱۳۰۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام جماعت تراویح میں مشغول ہے اب چند آدمی آئے وہ فرض جماعت سے پڑھیں تو کوئی حرج ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

صحیح یہ ہے کہ کوئی حرج نہیں ولو فی مسجد محلۃ حیث لم یکرر الاذان وعدلوا عن المحراب کما ھو معلوم مشاھد حاشیہ طحطاویہ میں ہے اذا کررت بغیر اذان فلاکراھۃ مطلقا وعلیہ المسلمون۔ غنیہ میں ہے عن ابی یوسف اذا لم یکن علی الھیأۃ الاولی لایکرہ والایکرہ وھو الصحیح وبالعدول عن المحراب تختلف الھیأۃ کذا فی فتاوی البزازیۃ اھ مگر جہاں تک ممکن ہو جماعت تراویح سے دور جماعت کریں اور ان کا امام ضرورت سے زیادہ آواز بلند نہ کرے تاکہ تخلیط وتلبیس سے امین رہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

انھار الانوار من یم صلاۃ الاسرار

۱۳۰۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ۔ از دہلی کھڑکی فراش خانہ مسجد حضرت حافظ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ مرسلہ جناب مستطاب مولانا مولوی حافظ شاہ سراج الحق محمد عمر صاحب قادری اواخر ربیع الاول شریف ۱۳۰۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ صلاۃ الاسرار یعنی نماز غوثیہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی اور شرع میں جائز ہے

یا نہیں زید اس کی روایت کو بے اصل اور اُسے بہجۃ الاسرار میں کسی فاسق بدعتی کا الحاق بتاتا اور تصانیف شیخ اکبر و امام شعرانی کی نظیر دیتا ہے کہ اُن میں بھی الحاق ہوئے اور کہتا ہے کہ نماز فرض کے بعد قبلے سے انحراف اور کسی مزار و ولی کی تعیین سمت اور بہیأت نماز یا تعظیم اُس طرف چلنا تذلل و خشوع تمام کرنا ہرگز درست نہیں اور کہتا ہے آنجناب یعنی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کتاب وسنّت وسیرت صحابہ کے اتباع اور احکام شرع پر قیام اور محدثات سے اجتناب تام اور طاعات میں اخلاص اور ہر حال میں خدا پر توکل و اعتماد میں استقامت کا ملہ تھی وہ ان امور کے خلاف کیونکر فرماتے کہ بعد نماز مغرب عراق کی طرف بتعظیم تمام چلو اور دل سے متوجہ ہو کر میرا نام لے کر حاجت چاہو یہ فعل کتاب وسنت وطریقہ خلفائے راشدین کے خلاف ہے اور سیرت و عمل صحابہ کے موافق نہیں اور تابعین و تبع تابعین و دیگر اسلاف کرام وائمہ اعظام سے اس کا مثل منقول نہیں عوام کہ اسے عمل مشایخ کہتے ہیں قابل التفات نہیں مشائخ میں جو اہلِ علم و فقہا وائمہ ہوئے کسی نے اس کے مثل تصریح نہ کی اور قول و فعل بعض غیر موثوق پر عمل نہ چاہیے بلکہ سواد اعظم کا اتباع چاہیے صحابہ محبت و تعظیم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہم سے زیادہ اور ثواب وحسنات پر بہت حریص تھے اگر یہ عمل موجب ثواب و قربت الی اللہ ہوتا تو سلف کرام بلکہ خود حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ مدینۂ منورہ کی طرف کرتے) آیا یہ کلام اُس کا غلط ہے یا صحیح۔ بینوا توجروا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علی حسن بلائہ ۞ ملأ ارضہ وملأ سمائہ ۞ وملأ ما شاء فی قدرہ وقضائہ ۞ والشکر للمصطفٰی علی نعمائہ ۞ شکرا یلیق حسن الائہ ۞ ویکافئ عنا مزید عطائہ ۞ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی ابنائہ ۞ وازواجہ واصحابہ واحبائہ ۞ ووارث علمہ ومجدہ وسنائہ ۞ غوثنا الاعظم رافع لوائہ ۞ ومشایخنا الکرام وسائر اولیائہ ۞ صلٰوۃ تکشف لنا الاسرار ۞ وتصرف عنا اذی الاشرار ۞ وتکون عدۃ لیوم لقائہ ۞ واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریك لہ شھادۃ موجبۃ لرضائہ ۞ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ الصادع بالحق بعد خفائہ ۞ صلی اللہ تعالٰی وسلم علیہ ۞ وعلٰی کل عبد مرضی لدیہ ۞ صلٰوۃ تأتی علٰی قدر کبریائہ ۞ وسلام یدوم بدوامہ وبقائہ ۞ اٰمین اٰمین ۞ الٰہ الحق اٰمین یا راحم العبد وسامع دعائہ ۞ قال العبید الذلیل ۞ للمولی الجلیل ۞ ابو محمد عبد المصطفٰی احمد رضا ۞ المحمدی السنی ۞ الحنفی القادری ۞ البرکاتی البریلوی ۞ لطف بہ اللہ فی شدتہ ورخائہ ۞ مستعینا باللہ فی دفع الارتیاب ۞ ورفع الحجاب ۞ عن وجہ الصواب ۞ مسمیا للجواب ۞ بعلم یُعلم عام املائہ ۞ انھار الانوار ۞ من یم صلٰوۃ الاسرار ۱۳۰۵ھ ۞ جعلھا اللہ ذخیرۃ لدیہ ۞ وذریعۃ الیہ ۞ یوم تشرق الارض بنور ربھا وجمیل ضیائہ ۞ اٰمین ۞ والحمد للہ رب العٰلمین ۞

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

الجواب

فی الواقع یہ مبارک نماز حضرات عالیہ مشائخ کرام قدست اسرارہم العزیزہ کی معمول اور قضائے حاجات و حصول مرادات کے لیے

عمدہ طریق مرضی ومقبول اور حضور پُرنور غوث الکونین غیاث الثقلین صلوات اللہ وسلامہ علی جدہ الکریم وعلیہ سے مروی ومنقول اجلہ علما واکابر کملا اپنی تصانیف علیہ میں اُسے روایت کرتے اور مقبول ومقرر ومسلم ومعتبر رکھتے آئے امام اجل ہمام ابجل سیدی ابوالحسن نورالدین علی بن جریر لخمی شطنوفی قدس اللہ سرہ العزیز بسند خود بہجۃ الاسرار شریف میں اور شیخ شیوخ علماء الہند شیخ محقق مولٰنا عبدالحق محدث دہلوی نوراللہ مرقدہ زبدۃ الآثار لطیف میں اور دیگر علمائے کرام وکملائے عظام رحمہم اللہ تعالٰی اپنے اپنے اسفار منیف میں اُس جناب ملائک رکاب علیہ رضوان العزیز الوہاب سے راوی وناقل کہ ارشاد فرمایا من صلی رکعتین (زید فی روایۃ) بعد المغرب (وزادا) یقرؤ فی کل رکعۃ بعد الفاتحۃ سورۃ الاخلاص احدی عشرۃ مرۃ (ثم اتفقوا فی المعنی واللفظ للامام ابی الحسن قال) ثم یصلی علی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعد السلام ویسلم علیہ ثم یخطوا الی جھۃ العراق احدی عشرۃ خطوۃ ویذکر اسمی ویذکر حاجتہ فانھا تقضی (زاد الشیخ بفضل اللہ وکرمہ (وقال اٰخر) قضی اللہ تعالٰی حاجتہ جو بعد مغرب دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص یازدہ بار پھر بعد سلام نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام عرض کرے پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے اور میرا نام یاد اور اپنی حاجت ذکر کرے اللہ تعالٰی کے فضل وکرم سے اُس کی مراد پوری ہو) اسی طرح امام جلیل علامۂ نبیل امام عبداللہ یافعی مکی طیب اللہ ثراہ صاحب خلاصۃ المفاخر فی اختصار مناقب الشیخ عبدالقادر نے روایت کی یونہیں فاضل کامل مولٰنا علی قاری ہروی نزیل مکہ معظمہ صاحب شرح فقہ اکبر ومشکوۃ اکرم اللہ نزلہ نے نزہۃ الخاطر میں ذکر فرمایا زبدۂ مبارکہ میں اپنے شیخ واستاذ احسن اللہ مثواہ کا اس نماز کی اجازت دینا اور اپنا اجازت لینا بیان کیا اور حضرت شیخ محقق تغمدہ اللہ برحمتہ سے اس نماز مبارک میں خاص ایک رسالۂ نفیس عجالہ ہے اُس سے ثابت کہ حضرت وَرِع سراپا سعادت حامل شریعت کامل طریقت سیدی عبدالوہاب متقی مکی برداللہ مضجعہ نے کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار کو معتمد ومعتبر اور اس مبارک روایت کو مسلم ومقرر فرمایا اور مولٰنا شیخ وجیہ الدین علوی احمد آبادی علیہ رحمۃ الرؤف الہادی کہ سال وفات امام اجل علامہ سیوطی[2] رحمہ اللہ تعالٰی میں متولد ہوئے حضرت شیخ غوث گوالیاری علیہ رحمۃ الملک الباری کے مرید سعید اور حضرت شیخ محقق کے استاذ مجید اور شاہ ولی اللہ دہلوی کے شیخ سلسلہ اور صاحب مقامات رفیعہ وتصانیف کثیرہ بدیعہ ہیں بیضاوی وہدایہ وتلویح وشرح وقایہ ومطول ومختصر وشرح عقائد ومواقف وغیرہا پر حواشی مفیدہ رکھتے ہیں اور کبرائے منکرین نے بھی اپنے رسائل میں اُن سے استناد کیا نہایت شد ومد سے اس نماز مبارک کی اجازت دیتے اور اُس پر بتاکید اکید تحریص وترغیب فرماتے یونہیں شیخ نے اخبار الاخیار شریف اور مولٰنا ابوالمعالی محمد مسلمی علمہ اللہ تعالٰی بلطفہ نے جنھیں رسالۂ مذکورۂ شیخ محقق میں علمائے سلسلۂ علیہ سے شمار کیا تحفہ شریفہ اور حضرت سیدنا ومولٰنا اسد الواصلین جبل العلم والیقین حضرت سید شاہ حمزہ عینی قادری فاطمی حسینی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کاشف الاستار شریف میں اُسے نقل وارشاد فرمایا اور امام یافعی بل اللہ تربتہ تصریح فرماتے ہیں کہ حضور پُرنور غوث اعظم صلی اللہ تعالٰی علی جدہ الاکرم وعلیہ وسلم کے اصحاب کرام عطر اللہ ضرائحہم القادسۃ اس نماز کو عمل میں لاتے اور زبدۃ الآثار میں اولیائے طریقۂ علیۂ عالیہ قادریہ روحت ارواحہم کے آداب میں فرمایا وملازمۃ صلاۃ الاسرار التی بعدھا التخطی احدی

[1] نقلھا برمتھا مولٰنا سراج الحق محمد عمر القادری حفظہ اللہ تعالٰی ابن الفاضل الجلیل مولٰنا فرید الدین الدہلوی رحمہ اللہ تعالٰی فی کتابہ ریاض الانوار من شاء فلیرجع الیھا ۱۲ منہ
[2] یعنی سنہ ۹۱۱ھ ووفاتہ لسلخ صفر سنہ ۹۹۸ھ ۱۲ منہ

عشرۃ خطوۃ یعنی اس خاندانِ پاک کے آداب سے ہے صلاۃ الاسرار کی مداومت کرنی جس کے بعد گیارہ قدم چلنا ہے باانیہمہ اس کا اعمال مشائخ کرام سے ہونا نہ ماننا آفتاب روشن کا انکار کرنا ہے اور خود کون سی راہ ہے کہ ان ائمہ و اکابر کو خواہی نخواہی جھٹلائیے اور عیاذاً باللہ بدعتی و ناحق کوش ٹھہرائیے پھر یہ مقبولانِ خدا صرف اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ اُسے خاص حضور پُرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ارشاد بتلاتے ہیں اور حضور کے ارشاد واجب الانقیاد پر رَدّ و ایراد اگر انجانی سے نہ ہو تو معاذاللہ وہ آتش سوزاں و بلائے بے درماں و قہر بے امان ہے جس کا حزہ اس دارالغرور والالتباس میں نہ کھلا تو کل کیا دُور ہے الاان موعدھم الصبح الیس الصبح بقریب o حضور خود ارشاد فرماتے ہیں تکذیبکم لی سم قاتل لادیانکم وسبب لذھاب دنیاکم واخراکم میرے ارشاد کو خلاف بتانا تمھارے دین کے لیے زہر قاتل اور تمھاری دنیا و عقبٰی دونوں کی بربادی ہے والعیاذ باللہ تعالٰی اور ان اکابر ملت و علمائے اُمت کو نقل و روایت میں بھی غیر موثوق جاننا اسی دارالفتن ہندوستان میں آسان ہے جہاں نہ کسی موٗنھ کو لگام نہ کسی زبان کی رُوک تھام یہ امام ابوالحسن نورالدین علی شطنوفی قدس سرہ کہ بہجۃ الاسرار شریف کے مصنف اور برطرز حدیث بسند متصل اس روایت جلیلہ کے پہلے مخرج ہیں اجلۂ علما و ائمۂ قرأت و اکابر اولیاء و سادات طریقت سے ہیں امام اجل شمس الدین ابن الجزری رحمہ اللہ تعالٰی کہ اجلۂ محدثین و علمائے قرأت سے ہیں جن کی حصن حصین مشہور و معروف دیار و امصار ہے اُس جناب کے سلسلۂ تلامذہ میں ہیں اُنھوں نے یہ کتاب بہجۃ الاسرار شریف اپنے شیخ سے پڑھی اور اُس کی سند و اجازت حاصل کی اپنے رسالہ طبقات القراء میں فرماتے ہیں انی قرأت ھٰذاالکتاب اعنی بھجۃ الاسرار بمصر وکان فی خزانۃ سلطان المصر علی الشیخ عبدالقادر وکان من اجلۃ مشائخ مصر فاجازنی روایتہ الخ یعنی میں نے یہ کتاب بہجۃ الاسرار مصر میں خزانۂ شاہی سے حاصل کرکے شیخ عبدالقادر سے کہ اکابر مشائخ مصر سے تھے پڑھی اور اُنھوں نے مجھے اُس کی روایت کی اجازت دی) امام شمس الدین ذہبی مصنف میزان الاعتدال کہ علم حدیث و نقد رجال میں اُن کی جلالت شان عالم آشکار اُس جناب کے معاصر تھے اور باآنکہ حضرات صوفیۂ کرام کے ساتھ اُن کی روش معلوم ہے سامحنا اللہ تعالٰی وایاہ امام ابوالحسن ممدوح کی ملاقات کو اُن کی مجلس تدریس میں گئے اور اپنی کتاب طبقات المقرئین میں اُن کی مدح و ستائش سے رطب اللساں ہوتے فرماتے ہیں علی بن جریر اللخمی الشطنوفی الامام الاوحد[1] نورالدین شیخ القراء بالدیار المصریۃ ابوالحسن اصلہ من الشام ولد بالقاھرۃ سنۃ اربع واربعین وستمائۃ وتصدر للاقراء بجامع الازھر وغیرہ تکاثرعلیہ الطلبۃ وحضرت مجلس اقرائہ فاعجبنی سمتہ وسکوتہ وکان ذاغرام بالشیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالٰی عنہ وجمع اخبارہ ومناقبہ فی نحو ثلث مجلدات اھ ملخصاً یعنی علی بن جریر لخمی شطنوفی امام یکتا ہیں نورالدین لقب ابوالحسن کنیت بلاد مصر میں علمائے قرأت کے اُستاد ہیں اصل اُن کی شام سے ہے ۶۴۴ھ میں قاہرۂ مصر میں پیدا ہوئے اور جامع ازہر وغیرہ میں مسند اقرا پر صدر نشینی کی بکثرت طلبہ اُن کے پاس جمع ہوئے میں اُن کی مجلس درس میں حاضر ہوا اُن کی نیک روش و کم سخنی مجھے پسند آئی حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے شیدائی تھے اُنھوں نے حضور کے فضائل تین مجلد کے قریب میں جمع کیے ہیں) مُنْظاہر کہ امام ذہبی رحمہ اللہ تعالٰی کے مثل سے یہ کلمات جلیلہ اُس جناب کی کمال وثاقت و عدالت و وفور علم و جلالت پر شاہد عدل و دلیل فصل ہیں اور

[1] بعینہٖ اسی طرح امام اجل جلال الملۃ والدین سیوطی نے حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ میں اُس جناب کو الامام الاوحد لکھا یعنی بے مثل امام ۱۲ منہ غفرلہ

خود امام اوحد یعنی بے مثل امام یکتا امام کا لفظ اجل واعظم تمام فضائل ومناقب جلیلہ کا یکتا جامع اکمل واتم ہے وہ جناب سند عالی رکھتے اور زمانۂ اقدس حضور پُرنور غوث الثقلین رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نہایت قریب ہیں انہیں حضور اقدس تک صرف دو واسطے ہیں قاضی القضاۃ امام اجل حضرت سیدنا ابوصالح نصر قدس سرہ کے اصحاب سے ہیں اور وہ اپنے والد ماجد حضرت سیدنا ابوبکر تاج الملۃ والدین عبدالرزاق رحمہ اللہ تعالٰی اور وہ اپنے والد ماجد حضور پُرنور سید السادات غوث الافراد قطب الارشاد غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے خلیفہ ومرید وصاحب ومستفید ہیں رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین شیخ محقق رحمہ اللہ تعالٰی زبدۃ الآثار شریف میں فرماتے ہیں یہ کتاب بہجۃ الاسرار کتاب عظیم وشریف ومشہور ہے اور اس کے مصنف علمائے قرأت سے عالم معروف ومشہور اور اُن کے احوال شریفہ کتابوں میں مذکور ومسطور پھر ذہبی وابن الجزری کے وہ اقوال نقل فرمائے اور رسالۂ مذکورہ شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ میں اسی نماز مبارک کے بارے میں مرقوم اقوی دلائل واوضح مسائل دریں باب کتاب عزیز بہجۃ الاسرار معدن الانوار کہ معتبر ومقرر ومشہور ومذکور ست ومصنف ایں کتاب از مشاہیر مشائخ وعلماست میان وی وحضرت شیخ یعنی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ دو واسطہ است ومقدم است بر امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ کہ ایشاں نیز از منتسبان سلسلۂ شریفہ ومحبان جناب غوث الاعظم اند رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں امام یافعی وعلامہ علی قاری وحضرت شیخ محقق دہلوی وغیرہم اکابر کی امامت وجلالت ووثاقت وعدالت سے کون آگاہ نہیں ؎

وکیف یصح فی الاعیان شیئ	اذا احتاج النہار الی دلیل

بالجملہ ایسے اکابر کی روایات معتمدہ کو بے وجہ وجیہ رَد کرنا یا سخت جہالت ہے یا خبث وضلالت والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالٰی اور بے دلیل دعوی الحاق محض مردود ورنہ تصانیف ائمہ سے امان اُٹھ جائے اور نظام شریعت درہم وبرہم نظر آئے جو سند پیش کیجیے مخالف کہہ دے یہ الحاقی ہے چلیے تمسک واستناد کا دروازہ ہی بند ہوگیا ہیہات کیا زور زبان کچھ کہہ دینا قابل قبول ہوسکتا ہے حاشا وکلا ادعائے بے دلیل مطرود وذلیل ہاں ہم کو مسلم کہ بعض کتابوں میں بعض الحاق بھی ہوئے مگر اس سے ہر کتاب کی ہر عبارت تو مطروح یا مشکوک نہیں ہوسکتی کسی خاص عبارت کی نسبت یہ دعوی زنہار مسموع نہیں جب تک بوجہ وجیہ اس میں الحاق ثابت نہ کردیں جس کے لیے امثال[1] مقام میں صرف دو طریقے متصور ایک تو یہ کہ اُس کتاب کے صحیح معتمد عمدہ قدیم نسخے اس عبارت سے خالی ملیں یا خاص مصنف کا اصل مسودہ پیش کیا جائے جس میں اس عبارت کا نشان نہ ہو حضرت جناب شیخ اکبر وامام شعرانی قدس سرہما کی تصانیف میں الحاق یوہیں ثابت ہوا امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لواقح الانوار میں فرماتے ہیں قدم علینا الاخ العالم الشریف شمس الدین السید محمد ابن السید ابی الطیب المدنی المتوفی ۹۵۵ھ خمس وخمسین وتسعمائۃ فاخرج الی نسخۃ من الفتوحات التی قابلھا علی النسخۃ التی علیہا خط الشیخ محی الدین نفسہ بقونیۃ فلم ار فیہا شیئا مما توقفت فیہ وحذفتہ فعلمت ان النسخ التی فی مصر الاٰن کلہا کتبت من النسخۃ التی دسوا علی الشیخ

[1] اشارۃ الی انہ قد یعلم ذٰلک بالرجوع الی المتکلم وانکارہ عند من لایتھمہ ویعرف تارۃ باعتراف المفتری کما وقع لبعض الوضاعین وقیل اخری اذا نص علی ذٰلک من یرجع الیہ لعظمہ وفضلہ ولا ینکر علیہ لثقتہ وعدلہ وکذٰلک یحکم بہ اذا لم یأت ذٰلک الامن طریق من عرف بالکذب کقول المحدثین ان ھذا موضوع ای فی سندہ وضاع اوکذاب وھذا انما یعطی عدم الجزم لا الجزم بالعدم الا اذا انضم الیہ دلیل اٰخر فالکذوب قد یصدق واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ

فیما یخالف عقائد اھل السنۃ والجماعۃ کما وقع لہ ذٰلک فی کتاب الفصوص وغیرہ الخ یعنی ہمارے دوست عالم شریف سید شمس الدین محمد بن سید ابوالطیب مدنی جن کی وفات ۹۵۵ھ میں ہوئی ہمارے یہاں آئے میں نے فتوحات شیخ اکبر قدس سرہ کا تذکرہ کیا انھوں نے ایک نسخۂ فتوحات نکالا جسے انھوں نے اُس نسخے سے مقابلہ کیا تھا جو شہر قونیہ میں کہ شیخ اکبر قدس سرہ کا وطن ہے خاص شیخ قدس سرہ کے دستخط شریف سے مزین ہے اس نسخے میں مَیں نے کہیں اُن عبارتوں کا نشان نہ پایا جن میں مجھے تردد تھا اور میں نے فتوحات کے انتخاب میں قلم انداز کردی تھیں تو مجھے یقین ہوا کہ اب جس قدر نسخے مصر میں ہیں سب اُسی نسخے سے نقل ہوئے ہیں جس میں لوگوں نے عقائد اہل سنت وجماعت کے خلاف عبارتیں شیخ پر افترا کرکے ملادی ہیں جیسا کہ ان کی فصوص وغیرہ کے ساتھ بھی یہی واقع ہوا) اس کے بعد امام شعرانی نے وہ تحریریں نقل فرمائیں جو عالم ممدوح سید شریف مدنی مرحوم نے نسخۂ مذکورۂ قونیہ پر خود حضرت شیخ ودیگر علماء رحمہم اللہ تعالٰی کے دستخطوں سے لکھی دیکھیں اور بیان کیا کہ یہ نسخہ خود حضرت شیخ اکبر رحمہ اللہ تعالٰی کا وقف فرمایا ہوا ہے شیخ نے اپنی علامت وقف یوں تحریر فرمائی ہے وقف محمد بن علی بن عربی الطائی ھذا الکتاب علی جمیع المسلمین یہ کتاب محمد بن علی بن عربی طائی نے تمام مسلمانوں پر وقف کی) اور اُس کے آخر میں قلم شیخ رحمہ اللہ تعالٰی سے یہ تحریر ہے قد تم ھذا الکتاب علی ید منشئہ وھو النسخۃ الثانیۃ منہ بخط یدی وکان الفراغ منہ بکرۃ یوم الاربعاء الرابع والعشرین من شھر ربیع الاول سنۃ ست وثلثین وستمائۃ وکتبہ منشؤہ یہ کتاب بقلم مصنف تمام ہوئی اور یہ میرے خط سے دوسرا نسخہ ہے اس کی تحریر سے روز چارشنبہ وقت صبح بتاریخ بست وچہارم ماہ مبارک ربیع الاول ۶۳۹ھ فراغ ہوا لکھا ہے اس کے مصنف نے رحمہ اللہ تعالٰی - اور سید موصوف نے یہ بھی بیان فرمایا کہ یہ سینتیس[۳۷] مجلد ہیں ہے اور اس میں اُس نسخے سے جس میں ملحدوں نے عقائد شنیعہ الحاق کیے عبارت زیادہ ہے اور اُس کی پشت پر نام کتاب بخط مصنف علیہ الرحمہ لکھا ہے اس کے نیچے شیخ صدرالدین قونوی رحمہ اللہ تعالٰی کے خط سے یہ عبارت تحریر ہے انشاء مولٰنا شیخ الاسلام وصفوۃ الانام محی الدین بن عربی یہ کتاب ہمارے آقا سردار مسلماناں برگزیدۂ جہاں محی الدین بن عربی کی تصنیف ہے) اور اس کے نیچے لکھا ہے ملک ھذہ المجلدۃ محمد بن اسحٰق القونوی یہ مجلد محمد بن اسحٰق قونوی کی ملک میں آیا) اس کے نیچے شیخ صدرالدین ممدوح کے خط سے محمد بن ابی بکر تبریزی کی روایت کہ اُن سے بطریق سماع حاصل ہوئی مکتوب ہے اور محمد بن اسحٰق قونوی کی شرح دستخط یہ ہے انتقل الی خادمہ وربیب لطفہ محمد بن اسحٰق سنۃ سبع وثلثین وستمائۃ یہ کتاب مصنف کے خادم ولطف پروردہ محمد بن اسحٰق قونوی کی طرف ۶۳۷ھ میں منتقل ہوئی) انتہی ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ کونسا نسخہ معتمد ہوگا خود قلم خاص حضرت مصنف قدس اللہ تعالٰی سرہ العزیز کی تحریر اور اُس کے اول وآخر میں خود مصنف ودیگر علما وعمائد کے دستخط کثیر جب یہ نسخہ اُن عبارات شنیعہ سے خالی ملا تو الحاق وافترا میں کیا شک رہا والحمد للہ رب العٰلمین ولہذا مفتی سلطنت عثمانیہ عمدۂ علمائے روم علامہ ابوالسعود علیہ رحمۃ الملک الودود نے اپنے فتوے میں تصریح فرمائی کہ تیقنا ان بعض الیھود افتراھا علی الشیخ قدس اللہ سرہ ہمیں یقین ہے کہ بعض یہودیوں نے یہ کلمات شیخ قدس سرہ پر افترا کیے ہیں) کما نقلہ فی الدر المختار عن معروضاتہ اب کلام امام شعرانی کا حال سُنیے خود امام موصوف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ میزان میں فرماتے ہیں وقع لی ذٰلک مع بعض الاعداء فانھم دسوا فی کتابی المسمی بالبحر المورود فی المواثیق والعھود امورا تخالف

ظاہر الشریعۃ ودار وابہا فی الجامع الازہر وغیرہ وحصل بذلک فتنۃ عظیمۃ وما خمدت الفتنۃ حتی ارسلت لہم نسختی التی علیہا خطوط العلماء ففتشہا العلماء فلم یجدوا فیہا شیئا مما یخالف ظاہر الشریعۃ مما دسہ الاعداء فاللہ تعالٰی یغفر لہم ویسامحہم اھ یعنی مجھے یہ واقعہ بعض اعدا کے ساتھ پیش آچکا ہے اُنھوں نے میری کتاب البحر المورود فی المواثیق والعہود میں خلاف شرع باتیں الحاق کردیں اور اُسے جامع ازہر وغیرہ میں لیے پھرے اور اس کے سبب بڑا فتنہ اُٹھا اور فرو نہ ہوا یہاں تک کہ میں نے اُن کے پاس اپنا نسخہ جس پر علما کے دستخط تھے بھیج دیا اہلِ علم نے تلاش کی تو اُس میں وہ امور مخالفِ شریعت جو دشمنوں نے ملادیے تھے اصلاً نہ پائے اللہ تعالٰی اُن کی مغفرت کرے اور درگذر فرمائے) خیر ایک طریقہ تو ثبوت الحاق کا یہ ہے دوسرے یہ کہ مصنف کا امام معتمد وعالم متدین مستند ہونا معلوم ہے اور یہ کلام کہ بے تواتر حقیقی اُس کی طرف نسبت کیا گیا صریح معصیت یا بدمذہبی وضلالت جس میں اصلاً تاویل وتوجیہ کی گنجائش ہی نہیں تو اس وجہ سے کہ علما تو علما عام اہل اسلام کی طرف بے تحقق تواتر وثبوت قطعی کسی کبیرہ کی نسبت مقبول نہیں کما نص علیہ الامام الاجل حجۃ الاسلام محمد الغزالی قدس سرہ العالی فی الاحیاء رَدّ کردیں گے اور تحسینا للظن الحاقی کہیں گے اور اسی سے ملحق ہے بات کا ایسا سخیف ورذیل ہونا کہ کسی طرح عقل سلیم اُس امام عظیم سے اس کا صدور منظور نہ کرے جیسے باب ذوی الارحام میں قبیل فصل صنف اول سراجیہ میں یہ مہمل عبارت لان عندھما کل واحد منہم اولی من فرعہ وفرعہ وان سفل اولی من اصلہ جس کے لیے اصلاً کوئی محصل نہیں ولہذا علامہ سید شریف نے شرح میں نقل فرمایا لم یتحصل منہا معنی فھی من ملحقات بعض الطلبۃ القاصرین الخ اور اسی قبیل سے ہے وہ عبارت جس میں کسی طائفہ زائغہ کے لیے کوئی غرض فاسد ہو اور امام مصنف اُس سے بری اور جا بجا خود اُس کا کلام اُس غرض مردود کے خلاف پر شاہد جیسے بعض خدا ناترسوں کا امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی کی طرف معاذ اللہ کلمات مذمت امام الائمہ مالک الازمہ کاشف الغمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نسبت کرنا حالانکہ اُن کی کتب متواترہ احیاء وغیرہ مناقب امام کی شاہد عدل ہیں[1] اور مثل آفتاب روشن وبے نقاب کہ ما نحن فیہ میں ان صورتوں سے کوئی شکل نہیں والحمد للہ رب العلمین اگر منکر بہجۃ الاسرار شریف کے نسخ قدیمہ صحیحہ معتمدہ اس روایت سے خالی دکھا دیتا یا زبانی انکار کے سوا کوئی دلیل معقول قابل قبول ارباب عقول اُس کے یقینی ضلالت ومخالف عقیدۂ اہل سنت ہونے پر قائم کرلیتا تو اُس وقت دعوی الحاق زیب دیتا نہ کہ علی الرغم اُس کے علمائے مابعد طبقۃ فطبقۃ اُس روایت کو نقل فرمائیں اور مقرر ومسلم رکھتے آئیں اور بہجۃ کا ایک نسخہ معتمدہ بھی اُس کے خلاف نہ ملے اور محض براہ سینہ زوری الحاق کا ادعائے باطل کر دیا جائے فن اصول میں جسے ادنیٰ مداخلت ہے اُس پر کالشمس واضح کہ مجرد امکان منافی قطع ویقین بالمعنی الاعم نہیں جب تک احتمال ناشی عن دلیل نہ ہو ورنہ تمام نصوص قرآن وحدیث سے ہاتھ دھو بیٹھیے اور یہیں سے ظاہر ہوگیا کہ منکر کا تصانیف شریفہ جناب شیخ اکبر وامام شعرانی قدس سرہما کی نظیر دینا

---

[1] ما ینسب الی الامام الغزالی یردہ ما ذکرہ فی احیائہ المتواتر عنہ حیث ترجم الائمۃ الاربعۃ وقال واما ابو حنیفۃ فلقد کان ایضا عابدا زاھدا عارفا باللہ خائفا منہ مریدا وجہ اللہ تعالٰی بعلمہ الخ اھ درمختار یعنی امام حجۃ الاسلام احیاء العلوم میں فرماتے ہیں امام ابوحنیفہ خدا کی قسم عابد زاہد عارف باللہ تھے اللہ تعالٰی سے ڈرنے والے اور اپنے علم سے وجہ اللہ کا ارادہ رکھنے والے ۱۲

کس درجہ لغو وبے محل تھا کہاں وہ روشن وقائع قطعی ثبوت کہاں یہ زبانی شوشے حیلۂ بہوت کاش منکر نے جہاں تصانیف مذکورہ کا نام لیا تھا وہاں امام شعرانی کے اقوال مسطورہ بھی نقل کرلاتا کہ دعوٰئ مدلل وادعائے بے دلیل کا فرق کھل جاتا وللہ الحجۃ السامیۃ اور اس نماز کو **قرآن وحدیث کے خلاف** بتانا محض بہتان وافترا ہرگز ہرگز قرآن وحدیث میں کہیں اُس کی ممانعت نہیں نہ مخالف کوئی آیت یا حدیث اپنے ثبوت دعوے میں پیش کرسکا ہر جگہ صرف زبانی اِدّعا سے کام لیا مگر یہ وہی جہالت قبیحۂ وسفاہت فضیحہ ہے جس میں فرقۂ جدیدہ طائفۂ حادثہ قدیم سے مبتلا یعنی قرآن وحدیث میں جس امر کا ذکر نہیں وہ ممنوع ہے اگرچہ اُس کی ممانعت بھی قرآن وحدیث میں نہ ہو آن ذی ہوشوں کے نزدیک امر ونہی میں کوئی واسطہ ہی نہیں اور عدم ذکر ذکر عدم ہے پھر خدا جانے سکوت کس شے کا نام ہے ترمذی وابن ماجہ وحاکم سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ماحرم اللہ فی کتابہ وما سکت فھو مما عفا عنہ حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام بتایا اور جس سے سکوت فرمایا وہ عفو ہے) یعنی اُس میں کچھ مواخذہ نہیں اور اس کی تصدیق قرآن عظیم میں موجود کہ فرماتا ہے جل ذکرہ یاایھا الذین اٰمنوا لاتسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم وان تسئلوا عنھا حین ینزل القراٰن تبد لکم عفا اللہ عنھا واللہ غفور رحیم ۵ اے ایمان والو وہ باتیں نہ پوچھو کہ تم پر کھول دی جائیں تو تمھیں بُرا لگے اور اگر قرآن اُترتے وقت پوچھوگے تو تم پر ظاہر کردی جائیں گی اللہ نے اُن سے معافی فرمائی ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے) بہت باتیں ایسی ہیں کہ اُن کا حکم دیتے تو فرض ہوجاتیں اور بہت ایسی کہ منع کرتے توحرام ہوجاتیں پھر جو اُنھیں چھوڑتا یا کرتا گناہ میں پڑتا اُس مالک مہربان نے اپنے احکام میں اُن کا ذکر نہ فرمایا یہ کچھ بھول کر نہیں کہ وہ تو بھول اور ہر عیب سے پاک ہے بلکہ ہمیں پر مہربانی کے لیے کہ یہ مشقت میں نہ پڑیں تو مسلمانوں کو فرماتا ہے تم بھی اُن کی چھیڑ نہ کرو کہ پوچھو گے حکم مناسب دیاجائے گا اور تمھیں کو دقت ہوگی اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ جن باتوں کا ذکر قرآن وحدیث میں نہ نکلے وہ ہرگز منع نہیں بلکہ اللہ کی معافی میں ہیں دارقطنی ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ تعالٰی فرض فرائض فلاتضیعوھا وحرم حرمات فلا تنتھکوھا وحد حدودا فلا تعتدوھا وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنھا بیشک اللہ تعالٰی نے کچھ باتیں فرض کیں اُنھیں ہاتھ سے نہ دو اور کچھ حرام فرمائیں اُن کی حُرمت نہ توڑو اور کچھ حدیں باندھیں اُن سے آگے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں سے بے بھولے سکوت فرمایا اُن میں کاوش نہ کرو) احمد وبخاری ومسلم ونسائی وابن ماجہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ذرونی ما ترکتکم فانما ھلک من کان قبلکم بکثرۃ سؤالھم واختلافھم علی انبیائھم فاذا نھیتکم عن شیئ فاجتنبوہ واذا امرتکم بامر فأتوا منہ مااستطعتم یعنی جس بات میں میں نے تم پر تضییق نہ کی اُس میں مجھ سے تفتیش نہ کرو کہ اگلی اُمّتیں اسی بلا سے ہلاک ہوئیں میں جس بات کو منع کروں اُس سے بچو اور جس کا حکم دوں اُسے بقدرِ قدرت بجالاؤ) احمد بخاری مسلم سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اعظم المسلمین فی المسلمین جرما من سأل عن شیئ لم یحرم علی الناس فحرم من اجل مسألتہ بیشک مسلمانوں کے بارے میں اُن کا بڑا گناہگار وہ ہے جو ایسی چیز سے سوال کرے کہ حرام نہ تھی اُس کے سوال کے بعد حرام کردی گئی) یہ احادیث باعلٰی ندا منادی کہ قرآن وحدیث میں جن باتوں کا

ذکر نہیں نہ اُن کی اجازت ثابت نہ ممانعت وارد وہ اصل جواز پر ہیں ورنہ اگر جس چیز کا کتاب وسنت میں ذکر نہ ہو مطلقاً ممنوع ونادرست ٹھہرے تو اس سوال کرنے والے کی کیا خطا اُس کے بغیر پوچھے بھی وہ چیز ناجائز ہی رہتی بالجملہ یہ قاعدۂ نفیسہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ قرآن وحدیث سے جس چیز کی بھلائی یا بُرائی ثابت ہو وہ بھلی یا بُری ہے اور جس کی نسبت کچھ ثبوت نہ ہو وہ معاف وجائز ومباح وروا اور اُس کو حرام وگناہ ونادرست وممنوع کہنا شریعت مطہرہ پر افترا قال ربنا تبارك وتعالٰی لا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی الله الکذب ان الذین یفترون علی الله الکذب لا یفلحون ٥ اسی طرح اس نماز کو طریقۂ خلفائے راشدین وصحابۂ کرام کے مخالف کہنا بھی اُسی سفاہتِ قدیمہ پر مبنی کہ جو فعل اُن سے منقول نہ ہو عموماً اُن کے نزدیک ممنوع تھا حالانکہ عدمِ ثبوت فعل وثبوت عدم جواز میں زمین وآسمان کا فرق ہے امام علامہ احمد بن محمد قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں فرماتے ہیں الفعل یدل علی الجواز وعدم الفعل لایدل علی المنع کرنا تو جواز کی دلیل ہے اور نہ کرنا ممانعت کی دلیل نہیں) رافضیوں نے اس طائفۂ جدیدہ کی طرح ایک استدلال کیا تھا اُس کے جواب میں شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفۂ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں نکردن چیزی دیگرست ومنع فرمودن چیزی دیگر اما مختصا۔ امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں بعد بیان اس امر کے کہ اذانِ مغرب کے بعد فرضوں سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنا نہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ صحابہ سے فرماتے ہیں ثم الثابت بعد ھذا ھو نفی المندوبیۃ اما ثبوت الکراھۃ فلا الا ان یدل دلیل اٰخر یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وصحابۂ کرام کے نہ کرنے سے اس قدر ثابت ہوا کہ مندوب نہیں رہی کراہت وہ اس سے ثابت نہ ہوئی جب تک اور کوئی دلیل اُس پر قائم نہ ہو اور اسے اخلاص وتوکل کے خلاف ماننا عجب جہالت بے مزہ ہے اس میں محبوبانِ خدا کی طرف توجہ بغرض توسل ہے اور اُن سے توسل قطعاً محمود اور ہرگز اخلاص وتوکل کے منافی نہیں اللہ تعالٰی فرماتا ہے وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون ٥ اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈھو اور اُس کی راہ میں کوشش کرو کہ تم مراد کو پہنچو) اور انبیا وملئکہ علیہم الصلاۃ والسّلام کی نسبت فرماتا ہے اولٰئك الذین یدعون یبتغون الٰی ربھم الوسیلۃ وہ ہیں کہ دعا کرتے اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈھتے ہیں اور آدم علیہ الصلاۃ والسلام ودیگر انبیا وصلحا وعلما وعرفا علیہم التحیۃ والثنا کا قدیما وحدیثا حضور اقدس غایۃ الغایات نہایۃ النہایات علیہ افضل الصلوات واکمل التسلیمات سے حضور کے ظہور پُرنور سے پہلے اور بعد بھی حضور کے زمان برکت نشان میں اور بعد بھی عہد مبارک صحابہ وتابعین سے آج تک اور آج سے قیام قیامت وعرصات محشر ودخولِ جنت تک استشفاع وتوسل احادیث وآثار میں جس قدر وفور وکثرت وظہور وشہرت کے ساتھ وارد محتاج بیان نہیں جسے اُس کی گونہ تفصیل دیکھنی منظور ہو مواہب لدنیہ امام قسطلانی وخصائص کبرٰی امام جلال الدین سیوطی وشرح مواہب علامہ زرقانی ومطالع المسرات علامہ فاسی ولمعات واشعہ شرح مشکوۃ وجذب القلوب الی دیار المحبوب ومدارج النبوۃ تصانیف شیخ محقق مولٰنا عبدالحق محدث دہلوی وغیرہا کتب وکلام علمائے کرام وفضلائے عظام علیہم رحمۃ العزیز العلام کی طرف رجوع لائے کہ وہاں حجاب غفلت منکشف ہوتا ہے اور منصف خطا سے منصرف وبالله سبحنہ وتعالٰی التوفیق اسی طرح صحیح بخاری شریف میں امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا سیدنا عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے طلب باراں میں توسل کرنا مروی ومشہور حصن حصین میں ہے وان یتوسل الی الله تعالٰی بانبیائه خ مر س والصّٰلحین من عبادہ خ یعنی آداب دعا سے ہے کہ اللہ تعالٰی کی طرف اُس کے انبیا سے توسل کرے اسے بخاری وبزار وحاکم نے

امیرالمومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا اور اللہ کے نیک بندوں کا وسیلہ پکڑے اسے بخاری نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا) اور سب سے زیادہ وہ حدیث صحیح معروف ومشہور ہے جسے نسائی وترمذی وابن ماجہ وحاکم وبیہقی وطبرانی وابن خزیمہ نے عثمٰن بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا اور طبرانی وبیہقی نے صحیح اور ترمذی نے حسن غریب صحیح اور حاکم نے برشرط بخاری ومسلم صحیح کہا اور حافظ امام عبدالعظیم منذری وغیرہ ائمہ نقد وتنقیح نے اُس کی تصحیح کو مسلم ومقرر رکھا جس میں حضور اقدس ملجائے بیکساں ملاذ دوجہاں افضل صلوات اللہ تعالٰی وتسلیماتہ علیہ وعلٰی ذریاتہ نے نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز کہے اللھم انی اسئلك واتوجہ الیك بنبیك محمد نبی الرحمۃ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) یا محمد انی اتوجہ بك الٰی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللھم فشفعہ فی (الٰہی میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کہ مہربانی کے نبی ہیں یا رسول اللہ میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا ہو الٰہی اُن کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما) اور لطف یہ ہے کہ بعض روایات حصن حصین میں لِتَقْضِیَ لِی بصیغہ معروف واقع ہوا یعنی یا رسول اللہ میں آپ کے توسل سے خدا کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ آپ میری حاجت روائی کر دیں) مولٰینا فاضل علی قاری علیہ الرحمۃ الباری حرزثمین شرح حصن حصین میں فرماتے ہیں وفی نسخۃ بصیغۃ فاعل ای لتقضی الحاجۃ لی والمعنی تکون سببا لحصول حاجتی ووصول مرادی فالاسناد مجازی اھ اور یہ حدیث نفیس نجیح مذیل بطراز گرانبہائے تصحیح[1] امام ابوالقاسم سلیمٰن لخمی طبرانی کے پاس یوں ہے ان رجلا کان یختلف الٰی عثمٰن بن عفان رضی اللہ تعالٰی عنہ فی حاجۃ لہ وکان عثمٰن لایلتفت الیہ ولا ینظر فی حاجتہ فلقی عثمٰن بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ فشکا ذلك الیہ فقال لہ عثمٰن بن حنیف ائت المیضاۃ فتوضأ ثم ائت المسجد فصل فیہ رکعتین ثم قل اللھم انی اسألك واتوجہ الیك بنبینا محمد[2] صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بك الٰی ربی فیقضی حاجتی وتذکر حاجتك ورح الیّ حتی اروح معك فانطلق الرجل فصنع ما قال لہ ثم اتی باب عثمٰن رضی اللہ تعالٰی عنہ فجاء البواب حتی اخذہ بیدہ فادخلہ علٰی عثمٰن بن عفان فاجلسہ معہ علی الطنفسۃ وقال حاجتك فذکر حاجتہ فقضاھا لہ ثم قال ما ذکرت حاجتك حتی کانت ھذہ الساعۃ وقال ما کان لك من حاجۃ فأتنا ثم ان الرجل خرج من عندہ فلقی عثمٰن بن حنیف فقال لہ جزاك اللہ خیرا ما کان ینظر فی حاجتی ولا یلتفت الیّ حتی کلمتہ فیّ فقال عثمٰن بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ واللہ ما کلمتہ ولکن شھدت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واتاہ رجل ضریر فشکا الیہ ذھاب بصرہ فقال لہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ائت المیضاۃ فتوضأ ثم صل رکعتین ثم ادع بھذہ الدعوات فقال عثمٰن بن حنیف فواللہ ما تفرقنا وطال بنا الحدیث حتی دخل علینا الرجل کانہ لم یکن بہ ضرقط یعنی ایک حاجتمند اپنی حاجت کے لیے امیرالمومنین عثمٰن غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں آتا جاتا امیرالمومنین نہ اُس کی طرف التفات کرتے نہ اُس کی حاجت پر

[1] امام منذری ترغیب میں فرماتے ہیں قال الطبرانی بعد ذکر طرقہ والحدیث صحیح طبرانی نے اس حدیث کی متعدد اسنادیں ذکر کرکے کہا حدیث صحیح ہے ۱۲ منہ

[2] ھکذا ھو ھنا بثبت الصلاۃ فی نفس الحدیث فی النسخۃ الصحیحۃ للترغیب التی من اللہ تعالٰی بھا علٰی ھذا المحتاج ولعل عثمٰن بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ اذا روی الحدیث اتی بہ کما ھو واذا علم الرجل زاد الصلاۃ کما ھو المطلوب فی امثال المقام واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ

نظر فرماتے اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس امر کی شکایت کی اُنھوں نے فرمایا وضو کرکے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر یوں دعا مانگ الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا اور تیری طرف اپنے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نبی رحمت کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں یارسول اللہ میں حضور کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائے اور اپنی حاجت کا ذکر کر شام کو پھر میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں حاجتمند نے یوں ہی کیا پھر آستانِ خلافت پر حاضر ہوا دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیر المؤمنین کے حضور لے گیا امیر المؤمنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا مطلب پوچھا عرض کیا فوراً روا فرمایا اور ارشاد کیا اتنے دنوں میں اس وقت تم نے اپنا مطلب بیان کیا پھر فرمایا جو حاجت تمھیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو یہ شخص وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ملا اور کہا اللہ تمھیں جزائے خیر دے امیر المؤمنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف التفات نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے اُن سے میرے بارے میں عرض کی عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے تو تیرے معاملے میں امیر المؤمنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہوا یہ کہ میں نے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمت اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور نابینائی کی شکایت کی حضور نے یوہیں اُسے ارشاد فرمایا کہ وضو کرکے دو رکعت پڑھے پھر یہ دعا کرے خدا کی قسم ہم اُٹھنے بھی نہ پائے تھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گویا کبھی اندھا ہی نہ تھا) **تنبیہ** ایھا المسلمون حضرات منکرین کی غایت دیانت سخت محل افسوس وعبرت اس حدیث جلیل کی عظمت رفیعہ وجلالت منیعہ اوپر معلوم ہوچکی اور اس میں ہم اہل سنت وجماعت کے لیے جواز استمداد والتجا وہنگام توسل ندائے محبوبان خدا کا بحمد اللہ کیسا روشن و واضح وبین ولائح ثبوت جس سے اہل انکار کو کہیں مفر نہیں اب ان کے ایک بڑے عالم مشہور نے باوجود اس قدر دعوی بلند علم وتدین کے اپنے مذہب کی حمایت بیجا میں جس صریح بیباکی وشوخ چشمی کو کام فرمایا ہے اُنھیں اُس سے شرم چاہیے تھی حضرت نے حصن حصین شریف کا ترجمہ لکھا جب اس حدیث پر آئے اُس کی قاہر شوکت عظیم عزت نے جرأت نہ کرنے دی کہ نفس متن میں اُس پر طعن فرمائیں اور ادھر پاس مشرب ناخن بدل جوش عصبیت تاب گسل ناچار حاشیہ کتاب پر یوں ہجوم ہموم کی تسکین فرمائی کہ یک راوی ایں حدیث عثمٰن بن خالد بن عمر بن عبداللہ متروک الحدیث ست چنانکہ در تقریب موجود است وحدیث راوی متروک الحدیث قابل حجت نمی شود ۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔ انصاف ودیانت کا تو یہ مقتضٰی تھا کہ جب حق واضح ہوگیا تھا تسلیم فرماتے ارشاد مفترض الانقیاد حضور پرنور سید الانبیا صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی آلہ الامجاد کی طرف رجوع لاتے نہ کہ خواہی نخواہی بزور تحریف ایسی صحیح رجیح حدیث کو جس کی اس قدر ائمہ محدثین نے یکزبان تصحیح فرمائی معاذ اللہ ساقط ومردود قرار دیجیے اور انتقام خدا ومطالبہ حضور سید روز جزا علیہ افضل الصلاۃ والثنا کا کچھ خیال نہ کیجیے اب حضرات منکرین کے تمام ذیعلموں سے انصاف طلب کہ اس حدیث کا راوی عثمٰن بن خالد بن عمر بن عبداللہ متروک الحدیث ہے جس سے ابن ماجہ کے سوا کتب ستہ میں کہیں روایت نہیں یا عثمان بن عمر بن فارس عبدی بصری ثقہ جو صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہما تمام صحاح کے رجال سے ہیں کاش اتنا ہی نظر فرمالیتے کہ جو حدیث کئی صحاح میں مروی اُس کا مدار روایت وہ شخص کیونکر ممکن جو ابن ماجہ کے سوا کسی کے رجال سے نہیں وائے بیباکی مشہور ومتداول صحاح کی حدیث جن کے لاکھوں نسخے ہزاروں بلاد میں موجود اُن کی اسانید میں صاف صاف عن عثمٰن بن عمر مکتوب پھر کیا کہا جائے کہ ابن عمر کا ابن خالد بنالینا کس درجہ کی حیا ودیانت ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

اور سنیے ابن السنی عبداللہ بن مسعود اور بزار عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا انفلتت دابۃ احدکم بارض فلاۃ فلیناد یا عباد اللہ احبسوا فان للہ تعالٰی عبادا فی الارض تحبسہ جب تم میں کسی کا جانور جنگل میں چھوٹ جائے تو چاہیے یُوں ندا کرے اے خدا کے بندو روک لو کہ اللہ تعالٰی کے کچھ بندے زمین میں ہیں جو اُسے روک لیں گے) بزار کی روایت میں ہے یوں کہے اعینوا یا عباد اللہ مدد کرو اے خدا کے بندو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما ان لفظوں کے بعد رحمکما اللہ اور زیادہ فرماتے رواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ امام نووی رحمہ اللہ تعالٰی اذکار میں فرماتے ہیں ہمارے بعض اساتذہ نے کہ عالم کبیر تھے ایسا ہی کیا چھوٹا ہوا جانور فوراً رُک گیا اور فرماتے ہیں ایک بار ہمارا ایک جانور چھٹ گیا لوگ عاجز آئے ہاتھ نہ لگا میں نے یہی کلمہ کہا فوراً رک گیا جس کا اس کہنے کے سوا کوئی سبب نہ تھا نقلہ سیدی علی القاری فی الحرز الثمین امام طبرانی سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور پُر نور سید العالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا ضل احدکم شیئا واراد عونا وھو بارض لیس بھا انیس فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی فان للہ عبادا لایراھم جب تم میں کوئی شخص سنسان جگہ میں بہکے بھُولے یا کوئی چیز گُم کرے اور مدد مانگنی چاہے تو یوں کہے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں[1] جنھیں یہ نہیں دیکھتا) عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں قد جرب ذلک بالیقین یہ بات آزمائی ہوئی ہے) رواہ الطبرانی ایضا فاضل علی قاری علامہ میرک سے وہ بعض علمائے ثقات سے ناقل ھذا حدیث حسن یہ حدیث حسن ہے) اور فرمایا مسافروں کو اس کی ضرورت ہے اور فرمایا مشائخ کرام قدست اسرارہم سے مروی ہوا انہ مجرب قرن بہ النجح یہ مجرب ہے اور مراد ملنی اس کے ساتھ مقرون) ذکرہ فی الحرز الثمین ان احادیث میں جن بندگان خدا کو وقتِ حاجت پُکارنے اور اُن سے مدد مانگنے کا صاف حکم ہے وہ ابدال ہیں کہ ایک قسم ہے اولیائے کرام سے قدس اللہ تعالٰی اسرارھم وافاض علینا انوارھم یہی قول اظہر و اشہر ہے کما نص علیہ فی الحرز الوصین اور ممکن کہ ملئکہ یا مسلمان صالح جن مراد ہوں وکیفما کان ایسے توسل و ندا کو شرک و حرام اور منافی توکل و اخلاص جاننا معاذ اللہ شرع مطہر کو اصلاح دینا ہے **تنبیہ** یہاں تو حضرات منکرین کے اُنھیں عالم نے یہ خیال فرماکر کہ معجم طبرانی بلادِ ہند میں متداول نہیں بے خوف وخطر خاص متن ترجمہ میں اپنے زورِ علم و دیانت وجوش تقوے و امانت کا جلوہ دکھایا فرماتے ہیں اس حدیث کے راویوں میں سے عتبہ بن غزوان مجہول الحال ہے تقوٰی اور عدالت اس کی معلوم نہیں جیسا کہ کہا ہے تقریب میں کہ نام ایک کتاب کا ہے اسماء الرجال کی کتابوں میں سے **اقول** مگر بحمد اللہ آپ کا تقوٰی و عدالت تو معلوم کیسا طشت از بام ہے خدا کی شان کہاں عتبہ بن غزوان رقاشی کہ طبقۂ ثالثہ سے ہیں جنھیں تقریب میں مجہول الحال اور میزان میں لا یعرف کہا اور کہاں اس حدیث کے راوی حضرت عتبہ بن غزوان بن جابر مازنی بدری کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے صحابی جلیل القدر مہاجر و مجاہد غزوہ بدر ہیں جن کی

[1] جن کے سید و مولٰی و سند دا وے حضور پر نور سیدنا عبدالقادر جیلانی ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ کما نص علیہ سیدنا الخضر علیہ الصلٰوۃ والسلام رواہ ونقلہ فی البھجۃ والزبدۃ والتحفۃ وغیرھا ۱۲ منہ

جلالت شان بدر سے روشن مہر سے ابیَن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ مترجم صاحب دیباچہ ترجمہ میں معترف کہ حرز ثمین اُن کے پیش نظر ہے شاید اُس حرز میں یہ عبارت تو نہ ہوگی رواہ الطبرانی عن زید بن علی عن عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا جس تقریب کا آپ نے حوالہ دیا اُس میں خاص برابر کی سطر میں یہ تحریر تو نہ تھی عتبۃ بن غزوان[مت ص ق] بن جابر المزنی صحابی جلیل مہاجر بدری مات سنۃ سبع عشرۃ اھ ملخصا پھر کون سے ایمان کا مقتضیٰ ہے کہ اپنے مذہب فاسد کی حمایت میں ایسے صحابی رفیع الشان عظیم المکان کو بزور زبان وزور جَنان درجۂ صحابیت سے طبقۂ ثالثہ میں لا ڈالیے اور شمس عدالت وبدر جلالت کو معاذ اللہ مردود الروایۃ ومطعون جہالت بنانے کی بدراہ نکالیے ولکن صدق نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذالم تستحی فاصنع ماشئت مسلمان دیکھیں کہ حضرات منکرین انکار حق واصرار باطل میں کیا کچھ کر گزرے پھر دعائے حقانیت گویا تمیز کا وضوئے محکم ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم خیر یہ تو حدیثیں تھیں اب شاہ ولی اللہ صاحب کی سنیے اپنے قصیدۂ اطیب النغم کی شرح میں پہلی بسم اللہ یہ لکھتے ہیں کہ لا بدست از استمداد بروح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی میں ہے بنظرنمی آید مرا مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ جائے دست زدن اندوہگین ست در ہر شدتے اُسی میں ہے بہترین خلق خداست ونافع ترین ایشان ست مردمان را نزدیک ہجوم حوادث زماں اُسی میں ہے فصل پانزدہم در ابتہال بآنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمت فرستد بر تو خدائے تعالیٰ اے بہترین کسیکہ امید داشتہ شود واے بہترین عطاکنندہ اُسی میں ہے اے بہترین کسیکہ امید داشتہ شود برائے ازالۂ مصیبتے اُسی میں ہے تو پناہ دہندۂ منی از ہجوم کردن مصیبتے وقتیکہ بخلاند در دل بدترین چنگال ہارا اور اپنے قصیدۂ ہمزیہ کی شرح میں تو قیامت ہی توڑ گئے لکھتے ہیں آخر حالتی مادح آنحضرت را صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقتیکہ احساس کند نارسائی خود را از حقیقت ثنا آنست کہ ندا کند زار و خوار شدہ بشکستگی دل واظہار بے قدری خود باخلاص در مناجات وپناہ گرفتن بایں طریق اے رسول خدا اے بہترین مخلوقات عطائے ترا میخواہم روز فیصل کردن اُسی میں ہے وقتیکہ فرود آید کار عظیم در غایت تاریکی پس توئی پناہ از ہر بلا اُسی میں ہے بسوئے تست آوردن من وبتست پناہ گرفتن من ودر تست امید داشتن من بالجملہ بندگان خدا سے توسل کو اخلاص وتوکل کے خلاف نہ جانے گا مگر سخت جاہل محروم یا ضال مکابر ملوم رہا اس نماز مبارک کے افعال پر کلام اولًا جب اس کی ترکیب خود حضور پُرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد سے ثابت تو مدعی تسنن کو کیا گنجائش انکار خود منکرین کی زبانیں اس شہادت میں ہمارے دل وزبان کی شریک ہیں کہ وہ جناب اتباع قرآن وحدیث واقتفائے سنت سنیہ ومراعات سیرت صحابہ واجتناب محدثات شنیعہ والتزام احکام شرعیہ پر استقامت کاملہ رکھتے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ وامدنا فی الدارین بنعماہ آمین **ثانیًا** وہ علما واولیا جن میں بعض کے اسمائے طیبہ فقیر غفراللہ تعالیٰ لہ ہم نے ذکر کیے جنھوں نے یہ نماز پسند کی اجازت دی سند لی خود پڑھی منکرین میں کون اُن کے پائے کا ہے پھر ان کے کہے سے کیونکر مسلم ہو کہ حکم شرع پر یہی چلے اور وہ سب معاذ اللہ گنہگار فساق بدعتی گزرے اور ان اکابر کو غیر موثوق کہہ کر اتباع سواد اعظم کی طرف بلانا وہی پُرانی تلبیس ہے سواد اعظم کا خلاف جب ہو کہ جمہور ائمہ دین فقہا ومحدثین عرفائے محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس نماز سے ممانعت کرتے آئے ہوں جب منکرین دوچار ائمۂ معتمدین سے صحیح طور پر (جو دیدہ ودانستہ کذب وافترا ووضع اسمائے کتب وعلما واستناد بمجاہیل واجزائے ضائعہ سے کہ داب قدیم اکابر منکرین ہے

خالی ہو) اس نمازِ کریم کی ممانعت کا ثبوت نہ دے سکے نہ انشاء اللہ تعالیٰ قیامِ قیامت دے سکیں تو سوادِ اعظم کا نام لینا صرف عوام کو دھوکا دینا ہے **ثالثاً** اِن صاحبوں کے اصول پر تو اس نماز کے جواز و اباحت اور منع و انکار کی قباحت و شناعت پر نئے طور سے (جسے معارضہ بالقلب کہیے) سوادِ اعظم ائمہ و علما و محدثین و فقہا کا اجماع قطعی ثابت ہوگا پہلے معلوم ہوچکا کہ ان حضرات کے مذہب میں عدم ذکر ذکرِ عدم ہے اور خود بیانِ منکرین کے ادعائے سوادِ اعظم کا یہی مبنیٰ کما لایخفی اَب ہم کہتے ہیں کلماتِ ائمہ میں اس نماز پر انکار جائز ہونا ہرگز مذکور نہیں ومن ادعی فعلیہ البیان ولایستطیعہ حتی یرجع القارظان اور عدمِ بیان بیانِ عدم تو لاجرم اس کے یہ معنے ہوں گے کہ اُن سب ائمہ کے نزدیک اس نمازِ مبارک پر انکار رَوا نہیں اور جس پر انکار ناجائز ہوگا وہ اقل درجہ مباح ہوگا فثبت المقصود وبہت العنود والحمد للہ العلی الودود **رابعاً** ان حضرات کی عجیب عادت ہے جواز کہ عقلاً و نقلاً محتاجِ دلیل نہیں بے دلیلِ خاص قبول نہیں کرتے اور عدمِ جواز کے لیے ان کے زبانی دعوے کافی ہوجاتے ہیں کاش جہاں یہ کہتے ہیں کہ توجہ بغدادِ دورش باوب درست نہیں وہاں اس پر کوئی دلیل شرعی بھی قائم کرتے اور جب کچھ نہیں تو ہمارے لیے اصل جواب وہی ہے جو مدعیانِ بے ثبوت کے مقابل قرآنِ عظیم نے تعلیم فرمایا کہ قل ہاتوا برھانکم ان کنتم صادقین ۰ اور منکر نے اثنائے تقریر میں جو اپنے لیے بات آسان کرنے کو ہیاٗتِ نماز و تذلل تام و انتہائے تعظیم کی قیدیں بڑھالیں وہ خود اُسی پر مردود کہ ہرگز ترکیب صلاۃ الاسرار میں ان باتوں کا نشان نہیں ہاں محبوبانِ خدا کی نفسِ تعظیم بیشک اہم واجبات و اعظم قربات سے ہے قال اللہ تعالیٰ ومن یعظم حرمٰت اللہ فذلك خیرلہ عند ربہ وقال تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب ۰ وقال تعالیٰ انا ارسلنك شاھدا ومبشرا ونذیرا ۰ لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ؎ خود منکر نے کہا کہ صحابۂ کرام تعظیم سید الانام علیہ وعلیہم الصلاۃ والسلام میں ہم سے زیادہ تھے بلکہ شاید ابھی منکرین کو خبر نہیں کہ علمائے دین نے روضۂ منورہ کے حضور خاص بہیاٗتِ نماز قیام کرنے کا حکم دیا تو منکر کو اس قید کا اضافہ بھی کام نہ آیا بلکہ گناہ بے لذّت ٹھہرا لباب و شرح لباب کی عبارت عنقریب مذکور ہوگی بالفعل اختیار شرح مختار و فتاوٰے عالمگیر کی تصریح سنیے فرماتے ہیں یتوجہ الی قبرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویقف کما یقف فی الصلاۃ ویمثل صورتہ الکریمۃ البھیۃ اھ ملتقطا یعنی قبر شریف سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف توجہ کرے اور یوں کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور حضور کی صورت مبارک کا تصور باندھے) اے عزیز اصل کار یہ ہے کہ محبوبانِ خدا کے لیے جو تواضع کی جاتی ہے وہ درحقیقت خدا ہی کے لیے تواضع ہے ولہٰذا بکثرت احادیث میں اُستاذ و شاگرد و علما و عام مسلمین کے لیے تواضع کا حکم ہوا جنھیں جمع کیجیے تو دفتر طویل ہوتا ہے طبرانی معجم اوسط اور ابن عدی کامل میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تعلموا العلم وتعلموا للعلم السکینۃ والوقار وتواضعوا لمن تعلمون منہ (علم سیکھو اور علم کے لیے سکون و مہابت سیکھو اور جس سے علم سیکھتے ہو اُس کے لیے تواضع کرو) اور خطیب نے کتاب الجامع لآداب الراوی والسامع میں اُن سے یوں روایت کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تواضعوا لمن تعلمون منہ وتواضعوا لمن تعلمونہ ولاتکونوا جبابرۃ العلماء فیغلب جھلکم علمکم (جس سے علم سیکھتے ہو اُس کے لیے تواضع کرو اور جسے علم سکھاتے ہو اُس کے لیے تواضع کرو اور متکبر عالم نہ بنو کہ تمھارا جہل تمھارے علم پر غالب ہوجائے) باایں ہمہ علما نے تصریح فرمائی کہ غیر خدا کے لیے تواضع حرام ہے فتاویٰ ہندیہ میں ہے التواضع لغیر اللہ حرام کذا فی الملتقط تو بات وہی ہے کہ انبیا و اولیا و علما و مسلمین کے واسطے تواضع اس لیے ہے کہ وہ اللہ کے

نبی ہیں، یہ اللہ کے ولی ہیں وہ دینِ الٰہی کے قیم ہیں یہ ملّتِ الٰہیہ پر قائم ہیں تو علّت تواضع جب وہ نسبت ہے جو انھیں بارگاہِ الٰہی میں حاصل تو یہ تواضع بھی درحقیقت خدا ہی کے لیے ہوئی جیسے صحابۂ کرام و اہل بیتِ عظام کی تعظیم و محبت بعینہٖ محبت و تعظیم سیّدِ عالم ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما نص علیہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی غیر ما حدیث ونحن فی غنی عن سردھا ھنا فما ھی سوا ردبل معلومۃ المواد۔ تواضع لغیر اللہ کی شکل یہ ہے کہ عیاذاً باللہ کسی کافر یا دنیادار غنی کے لیے اُس کے سبب تواضع ہو کہ یہاں وہ نسبت موجود ہی نہیں یا موجود ہے تو ملحوظ نہیں اے عزیز کیا وہ احادیث کثیرہ شہیرہ جن میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا حضور اقدس سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خشوع و خضوع بجالانا مذکور اس درجۂ اشتہار پر نہیں کہ فقیر کو اُن کے جمیع و استیعاب سے غنا ہو ابوداود و نسائی و ترمذی و ابن ماجہ اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال اتیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واصحابہ حولہ کأنّ علی رؤسھم الطیر میں سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا حضور کے اصحاب حضور کے گرد تھے گویا اُن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں یعنی سر جھکائے گردنیں خم کیے بے حس و حرکت کہ پرندے لکڑی یا پتھر جانکر سروں پر آبیٹھیں اس سے بڑھ کر اور خشوع کیا ہوگا ہند بن ابی ہالہ وصّافِ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی عنہ کی حدیث حلیۂ اقدس میں ہے اذا تکلم اطرق جلساؤہ کأنّ علی رؤسھم الطیر جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلام فرماتے جتنے حاضرانِ مجلس ہوتے سب گردنیں جھکالیتے گویا اُن کے سروں پر پرندے ہیں ؎

عجب ست باوجودت کہ وجود من بماند　　　تو بگفتن اندر آئی و مرا سخن بماند

مولانا جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں لکھتے ہیں یکے از مشایخ گوید کہ من و شیخ علی ہیتی در مدرسۂ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بودیم کہ یکی از اکابر بغداد پیش آمد و گفت یا سیدی قال جدك رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من دعی فلیجب وھا انا ادعوك الی منزلی گفت اگر مرا اذن کنند بیایم زمانے سر در پیش انداخت پس گفت می آئیم و براستر سوار شد شیخ علی ہیتی رکاب راست وی گرفت و من رکاب چپ تا بسرائے آں شخص رسیدیم ہمہ مشایخ بغداد و علما و اعیان آنجا بودند سماطے برکشیدند بروی انواع نعمتہا و سلّۂ بزرگ سر پوشیدہ دو کس برداشتہ آوردند و در آخر سماط بنہادند بعد ازاں آں شخص کہ صاحب دعوت بود گفت الصّلا و شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر در پیش افگندہ بود و ہیچ نخورد و اذن نیز نداد و ہیچکس ہم نخورد و اھل المجلس کأنّ علی رؤسھم الطیر ھیبۃ (یعنی اہل مجلس کہ تمام اولیا و علما و عمائد بغداد تھے ہیبت سرکار قادریت کے سبب ایسے بیٹھے تھے گویا اُن کے سروں پر پرندے ہیں) مقصود اسی قدر تھا مگر ایسی جاں فزا بات کا ناتمام رہنا دل کو نہیں بھاتا لہٰذا تفریح قلوب سنت و غیظ صدور بدعت کے لیے تتمۂ روایت نقل کروں فرماتے ہیں شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمن و شیخ علی ہیتی اشارتی کرد کہ آں سلّہ را پیش آرید برخاستیم و آں را پیش بردا شتیم بس گراں بود در پیش شیخ بنہادیم و فرمود تا سر آنرا بکشادیم فرزند آں شخص بود نابینائے مادرزاد برجائے ماندہ و مجذوم و مفلوج گشتہ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وی را گفت قم باذن اللہ معافی آں کودک برخاست دواں و بینا و ہیچ آفتی نے فریاد

یہ فائدہ ضرور ملاحظہ ہو سلہ عجیب تر بشنو۔ مرزا مظہر جانجاناں صاحب اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں ایشاں بجناب پیر خود نوشتند کہ محبت شما بر محبت خدا و رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غالب ست و موجب انفعال میشود در جواب برنگاشتند کہ محبت پیر ہمیں محبت خدا و رسول ست و سبب جذب کمالات الٰہیہ کہ در باطن پیر ثابت ست می شود ؎ چوں دیدۂ عقل آمد احول: معبود تو سری ست اول پہ انتہی بلفظہ ۱۲ منہ

از حاضراں برخاست شیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ در انبوہ مردم بیروں آمد و ہیچ نخورد بلیش شیخ ابوسعید قیلوی رفتم و آں قصہ باوے بگفتم گفت شیخ عبدالقادر یُبرئ الاکمہ والابرص ویحیی الموتی باذن اللہ عزوجل ست انتہٰی ؎

قادر اقدرت تو داری ہرچہ خواہی آں کنی　　مردہ را جانے دہی و درد را درماں کنی

امام ابو ابراہیم تجیبی رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں واجب علٰی کل مؤمن متی ذکرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم او ذکر عندہ ان یخضع ویخشع ویتوقر ویسکن من حرکتہ ویأخذ فی ھیبتہ واجلالہ بما کان یاخذ بہ نفسہ لوکان بین یدیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ویتأدب بما ادبنا اللہ تعالٰی بہ ہر مسلمان پر واجب ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو یاد کرے یا اُس کے سامنے حضور کا ذکر آئے خضوع وخشوع بجالائے اور باوقار ہوجائے اور اعضا کو حرکت سے باز رکھے اور حضور کے لیے اُس ہیبت وتعظیم کی حالت پر ہوجائے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے روبرو اُس پر طاری ہوتی اور ادب کرے جس طرح خدا تعالٰی نے ہمیں اُن کا ادب سکھایا ہے امام علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض میں اس قول کے نیچے لکھتے ہیں یفرض ذلک ویلاحظہ ویتمثلہ فکانہ عندہ یعنی یادِ حضور کے وقت یہ قرار دے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے روبرو حاضر ہوں اور حضور کا خیال کرے اور صورت اقدس کا تصور باندھے گویا حضور کے سامنے حاضر ہے) امام اجل سیّدی قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالٰی شفا شریف میں امام تجیبی کا ارشاد نقل کرکے فرماتے ہیں وھذہ کانت سیرۃ سلفنا الصالح وائمتنا الماضین رضی اللہ تعالٰی عنہم ہمارے سلف صالح وائمہ سابقین رضی اللہ تعالٰی عنہم کا یہی داب وطریقہ تھا) اور فرماتے ہیں کان مالک اذا ذکر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یتغیر لونہ وینحنی امام مالک رحمہ اللہ تعالٰی جب سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ذکر کرتے رنگ اُن کا بدل جاتا اور جُھک جاتے نسیم میں ہے لشدۃ خشوعہ یہ جھک جانا بسبب شدت خشوع تھا شفا شریف وغیرہ تصانیف علما میں اس قسم کی بہت روایات مذکور شاہ ولی اللہ قصیدہ ہمزیہ میں لکھتے ہیں ؎

ینادی ضارعا بخضوع قلب　　وذل وابتھال والتجاء

رسول اللہ یا خیر البرایا　　نوالک ابتغی یوم القضاء

دیکھو صاف بتاتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ندا اور حضور سے عرض حاجت کرے تو تضرع وخضوع قلب وتذلل والحاح وزاری سب کچھ بجالائے میں کہتا ہوں واللہ ایسا ہی چاہیے مگر آپ کے ان شرک فروشوں کی دوا کون کرے غرض اس مطلب نفیس میں کلمات علما کا استیعاب کیجیے تو دفتر چاہیے لہذا میں یہاں منسک متوسط اور اُس کی شرح مسلک متقسط کی ایک نفیس عبارت کہ بہت فوائد جلیلہ پر مشتمل تلخیصا ذکر کرتا ہوں مولٰنا رحمۃ اللہ سندی متن اور فاضل علی قاری شرح میں فرماتے ہیں فاذا فرغ من ذلک قصد التوجہ الی القبر المقدس وفرغ القلب من کل شیئ من امور الدنیا واقبل بکلیتہ لما ھو بصددہ لیصلح قلبہ للاستمداد منہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولیلاحظ مع ذلک الاستمداد من سعۃ عفوہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعطفہ ورأفتہ (ای شدۃ رحمتہ علٰی سائر العباد) ان یسامحہ فیما عجز عن ازالتہ من قلبہ ثم توجہ (ای بالقلب والقالب) مع رعایۃ غایۃ الادب

فقام تجاہ الوجہ الشریف متواضعا خاضعا خاشعا مع الذلۃ والانکسار والخشیۃ والوقار والھیبۃ والافتقار غاض الطرف مکفوف الجوارح (من الحرکات) فارغ القلب (عمن سوی مقصودہ ومرامہ) واضعا یمینہ علی شمالہ (تأدبا فی حال اجلالہ) مستقبلا للوجہ الکریم مستدبر القبلۃ ناظرا الی الارض متمثلا صورتہ الکریمۃ فی خیالك مستشعرا بانہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عالم بحضورك وقیامك وسلامك (بل بجمیع افعالك واحوالك وارتحالك ومقامك) مستحضرا عظمتہ وجلالتہ وشرفہ وقدرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ثم قال من غیر رفع صوت (لقولہ تعالٰی ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ الایہ) ولا اخفاء (ای بالمرۃ لفوت الاسماع الذی ھو السنۃ وان کان لایخفی شیئ علی الحضرۃ) بحضور (قلب واستحیاء) السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ثم یقول یارسول اللہ اسألك الشفاعۃ ثلثا (لانہ اقل مراتب الالحاح لتحصیل المنال فی مقام الدعاء والسؤال) یعنی جب مقدمات زیارت سے فارغ ہو قبر انور کی طرف توجہ کا قصد اور دل کو تمام خیالات دنیویہ سے فارغ کرے اور ہمہ تن اُس طرف متوجہ ہوجائے تاکہ اُس کا قلب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے استمداد کے لائق ہو بایں ہمہ جو خیال مجبورانہ دل میں باقی رہے جس کے ازالہ پر قادر نہ ہو اُس کی معافی کے لیے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی کمال مغفرت ومہربانی ورافت اور تمام بندوں پر حضور کی شدت رحمت سے مدد مانگے پھر دل وبدن دونوں سے نہایت ادب کے ساتھ مواجہ شریف میں حاضر ہو تواضع وخضوع وخشوع وتذلل وانکسار وخوف ووقار وہیبت واحتیاج کے ساتھ آنکھیں بند کیے اعضا کو حرکت سے روکے دل اُس مقصود مبارک کے سوا سب سے فارغ کیے ہوئے ادب وتعظیم حضور کے لیے دہنا ہاتھ بائیں پر رکھے حضور کی طرف مونھ اور قبلے کو پیٹھ کیے نگاہ زمین پر جمائے رہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورت کریمہ کا تصور باندھے اور ہوشیار ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کی حاضری وقیام وسلام بلکہ تمام افعال واحوال اور منزل بمنزل کے قیام وارتحال پر مطلع ہیں اور حضور کی عظمت وجلال وشرف ومنزلت کو خوب خیال کرے پھر نہ تو آواز بلند ہو کہ اللہ تعالٰی اُن کے حضور پست آواز کا حکم دیتا ہے نہ بالکل آہستہ جس میں سُنانے کی سُنت فوت ہو اگرچہ سرکار پر کچھ پوشیدہ نہیں اس طرح حضور قلب وشرم وحیا کے ساتھ عرض کرے السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر کہے یارسول اللہ میں حضور سے شفاعت مانگتا ہوں یارسول اللہ میں حضور سے شفاعت مانگتا ہوں یارسول اللہ میں حضور سے شفاعت مانگتا ہوں تین بار اس لیے کہے کہ یہ دعا وسوال میں حصول مقصود کے واسطے ادنٰی مرتبہ الحاح کا ہے وصلی اللہ تعالٰی علٰی قاضی حاجاتنا ومعطی مراداتنا سیدنا ومولانا محمد والہ وصحبہ اجمعین ان احادیث وروایات وکلمات طیبات سے کالشمس فی وسط السماء روشن وآشکار ہوگیا کہ ہنگام توسل محبوبانِ خدا کی طرف مونھ کرنا چاہیے اگرچہ قبلہ کو پیٹھ ہو اور دل کو اُن کی طرف خوب متوجہ کرے یہاں تک کہ ہر این وآں خاطر سے محو ہوجائے اور اُن کے لیے خضوع وخشوع محمود ومشروع اور اس میں اُن کا زمانہ وفات ظاہری وحضور مرقد وذکر مجرد سب برابر ہے اور ان کے سوا عبارات اخیرہ سے جو اور فوائد جمیلہ وعوائد جلیلہ حاصل ہوئے بیان سے غنی ہیں والحمد للہ رب العٰلمین پس زید منکر نے کہ توجہ قلب وخشوع وہیأت نماز وغیرہ کی قیدیں بڑھا کر گمان کیا تھا کہ اب اُسے اثبات عدم جواز کی طرف راہ آسان ہوگی بحمد اللہ ثابت ہوا کہ اُس کا محض خیال ہی خیال تھا واللہ یحق الحق بکلمتہ ولو کرہ المبطلون۔ فقیر حیران ہے

کہ اس نماز مبارک میں اول تو صلاۃ مفروضہ کے بعد قبلے سے انحراف کہاں اور ہو بھی تو اُس میں کیا گناہ ہے ہر نماز مفروضہ کے بعد امام کو قبلے سے انحراف سنّت معلومہ ہے پھر اسے ممانعت میں کیا مداخلت ہاں جو کچھ غیظ و غضب کرنا ہو تعیین سمت پر کیجیے اور اس کا جواب مرزا مظہر جانجاناں شہید سے لے لیجیے جنھیں شاہ ولی اللہ دہلوی اپنے مکتوبات میں نفس زکیہ۔ قیم طریقۂ احمدیہ۔ داعی سنّت نبویہ متحلی بانواع فضائل و فواضل لکھتے ہیں اور حاشیۂ مکتوبات پر شاہ صاحب مذکور سے مرزا صاحب موصوف کی نسبت منقول انچہ قدر ایشاں ما مردم میدانیم شما چہ دانید احوال مردم ہند بر ما مخفی نیست کہ خود مولد و منشأ فقیر ست و بلاد عرب را نیز دیدہ ایم و سیر نمودہ و احوال مردم ولایت از ثقات آنجا شنیدہ ایم و تحقیق کردہ عزیزے کہ بر جادۂ شریعت و طریقت و اتباع کتاب و سنّت ہمچنیں استوار و مستقیم باشد و در ارشاد طالبان شان عظیم و نفسے قوی دارد دریں جزو زماں مثل ایشاں در بلاد مذکور یافتہ نمی شود مگر در گزشتگاں بلکہ در ہر جزو زمان وجود ایں چنیں عزیزاں کمتر بودہ است چہ جائے ایں زماں کہ پر فتنہ و فساد ست انتہی یہی جناب مرزا صاحب اپنے مکتوبات میں ایک مرید رشید کو (جن کی بی بی کی نسبت فرمایا تھے پاک درخاک آں عفیفہ کاشتہ ایم بر وقت مقدر سر سبز خواہد شد) تحریر فرماتے ہیں انچہ از قصد خود و مردم خانہ بجانب شاہجہاں آباد نوشتہ اند بشرط امن مبارک ست و تا رسیدن شما فقیر ان شاء اللہ تعالی بعد نماز یک دو گھڑی روز برآمدہ پیش از حلقہ یا بعد آں بجانب آں ستورۂ شما متوجہ خواہد شد باید کہ ہر روز منتظر و متوقع فیض رو بایں طرف کردہ بعد نماز صبح بنشیند کہ محبت ایں عفیفہ کہ فرزند ماست در دل فقیر تاثیر کردہ است الخ دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں جانِ من سلامت باشی و دریں مدت مفارقت دو رقعہ شما رسید و حرزِ جاں گردید باید دید کہ انتظار با ما چہ میکند ہر صبح بعد نماز متوجہ بفقیر بنشیند بے ناغہ توجہ میدہم از کسی توجہ نگیرید زیادہ عمر و مزۂ عمر باد انتہی ملخصًا انھیں مرزا صاحب کے ملفوظات میں ہے نسبت ما بجناب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ میرسد و فقیر را نیازے خاص ما آنجناب ثابت ست در وقت عروض عارضہ جسمانی توجہ بآنحضرت واقع می شود و سبب حصول شفا میگردد الخ شاہ ولی اللہ صاحب نے مکتوب شرح رباعیات میں اپنی یہ رباعی لکھی ؎

آنانکہ ز اوناس بہیمی جستند | بالجملہ انوارِ قدم پیوستند
فیضِ قدس از ہمتِ ایشاں میجو | دروازۂ فیضِ قدس ایشاں ہستند

پھر اس کی شرح میں لکھا یعنی توجہ بارواح طیبہ مشائخ در تہذیب روح و سر نفع بلیغ دارد انھیں شاہ صاحب نے ہمعات میں حدیث نفس کا یوں علاج بتایا بارواح طیبۂ مشائخ متوجہ شود و برائے ایشاں فاتحہ خواند یا بزیارت قبر ایشاں رود و از انجا انجذاب دریوزہ کند نفیسہ امام علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان میں فرماتے ہیں لم یزل العلماء وذووا الحاجات یزورون قبر الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ویتوسلون عندہ فی قضاء حوائجھم ویرون نجح ذلک منھم الامام الشافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ فانہ جاء عنہ انہ قال انی لاتبرک بابی حنیفۃ واجیئ الی قبرہ فاذا عرضت لی حاجۃ صلیت رکعتین وجئت الی قبرہ وسألت اللہ تعالٰی عندہ فتقضی سریعا یعنی ہمیشہ سے علما و اہل حاجت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مزار مبارک کی زیارت اور اپنی حاجت روائیوں کو بارگاہِ الٰہی میں اُن سے توسل کرتے اور اس سبب سے فوراً مرادیں پاتے ہیں

اُن میں سے ہیں امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ فرماتے ہیں میں ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے تبرک کرتا اور اُن کی قبر پر جاتا ہوں اور جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے دو رکعت نماز پڑھتا اور اُن کی قبر کی طرف آکر خدا سے سوال کرتا ہوں کچھ دیر نہیں لگتی کہ حاجت روا ہوتی ہے)

فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالٰی لہ یہاں نکاتِ غامضہ ہیں کہ اُن پر مطلع نہیں ہوتے مگر توفیق والے جب معلوم ہولیا کہ حق جل وعلا عز مجدہ کی طرف اُس کے محبوبوں سے توسل محمود ومقصود وسنت ماثورہ وطریقۂ مامورہ اور ہنگام توسل اُن کی جانب توجہ درکار یہاں تک کہ جب خلیفہ ابوجعفر منصور عباسی نے سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے پوچھا دعا میں قبلہ کی طرف موحہ کروں یا مزار مبارک حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف فرمایا ولم تصرف وجھك عنہ وھو وسیلتك ووسیلۃ ابیك اٰدم علیہ الصلوۃ والسلام الی اللہ تعالٰی یوم القیامۃ بل استقبلہ واستشفع بہ فیشفعك اللہ تعالٰی کیوں اپنا موحہ اُن سے پھیرتا ہے وہ قیامت کو تیرا اور تیرے باپ آدم علیہ الصلاۃ والسّلام کا اللہ تعالٰی کی طرف وسیلہ ہیں بلکہ اُنھیں کی طرف موحہ کر اور شفاعت مانگ کہ اللہ تعالٰی تیری درخواست قبول فرمائے) اخرجہ الامام القاضی عیاض فی الشفاء وغیرہ فی غیرہ اور سوال حاجت سے پہلے دو رکعت نماز کی تقدیم مناسب کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ؕ پھر کامل اکسیر یہ ہے کہ کسی محبوب خدا کے قریب جائیے اسی طرف حق جل وعلا نے قرآن عظیم میں ہدایت فرمائی کہ ارشاد کرتا ہے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤك فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما ○ اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے حضور حاضر ہوکر خدا سے بخشش چاہیں اور رسول اُن کے لیے استغفار کرے تو بیشک اللہ تعالٰی کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں)

سبحان اللہ خدا ہر جگہ سُنتا ہے اور بے سبب مغفرت فرماتا ہے مگر ارشاد یوں ہوتا ہے کہ گناہگار بندے تیری خدمت میں حاضر ہوکر ہم سے دعائے بخشش کریں اور قدیماً وحدیثاً علما وصلحا اس آیۂ کریمہ کو زمانۂ حیات ووفات سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں عام اور حاضری مزار مبارک کو حاضری مجلس اقدس کی مثل سمجھا کیے اور اوقات زیارت میں یہی آیۂ کریمہ تلاوت کرکے اللہ تعالٰی سے استغفار کرتے رہے اس مضمون کی بہت روایات وحکایات مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ ومدارج النبوۃ وجذب القلوب الٰی دیار المحبوب وخلاصۃ الوفا فی اخبار دار المصطفٰی وغیرہا تصانیف علما میں مذکور ومشہور بعض اُن سے حضرت مقدام المحققین خدمت والد قدس سرہ الماجد نے سرور القلوب فی ذکر المحبوب میں ذکر کرکے اس مسئلے کا اثبات فرمایا من شاء فلیتشرف بمطالعتہ اسی طرح بہت علما مصنفان مناسک باب زیارت شریفۂ مدینۂ طیبہ میں وقت حاضری اس آیت کو پڑھ کر استغفار کا حکم دیتے ہیں تو ثابت ہوا کہ محبوبانِ خدا کی طرف جانا اور بعد وصال اُن کی قبور کی طرف چلنا دونوں یکساں جیسا کہ سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ سیدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مزار فائض الانوار کے ساتھ کیا کرتے اب یہ کہ گدائے سرکار قادریہ اُس آستان فیض نشان سے دُور ومہجور ہے گو بعد نماز مزار اقدس تک جانے کی حقیقت اسے میسر نہیں تاہم دل سے توجہ کرنا اور چند قدم اُس سمت چل کر اُن چلنے والوں کی شکل بناتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حدیثِ حسن میں ارشاد فرمایا من تشبہ بقوم فھو منھم جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ اُنھیں سے ہے اخرجہ الطبرانی فی الاوسط عن حذیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ باسناد حسن وان کان طریق ابی داود عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما لیس بذلك ایک نکتہ تو اس چلنے میں یہ ہے **ثانیاً** توسل میں توجہ باطن ضرور اور ظاہر عنوان باطن لہذا یہ چلنا مقرر ہوا کہ حالت قالب حالتِ قلب پر شاہد ہو جس طرح سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے استسقا میں قلب روا فرمایا کہ قلب لباس قلب احوال

وکشف باس کی خبر دے شاہ ولی اللہ نے قول الجمیل میں قضائے حاجت کے لیے صلاۃ کن فیکون کی ترکیب لکھی جس کے آخر میں ہے کہ پھر پگڑی اُتارے آستین گلے میں ڈالے پچاس بار دعا کرے ضرور مستجاب ہو) اُس پر اُن کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں بعض ناواقفوں نے اعتراض کیا ہے آستین گردن میں ڈالنا کیونکر جائز ہوگا حالانکہ ادعیۂ ماثورہ میں یہ ثابت نہیں ہم جواب دیتے ہیں کہ قلبِ ردا یعنی چادر کا اُلٹنا پلٹنا نماز استسقا میں رسول علیہ السّلام سے ثابت ہے تاحال عالم کا بدل جائے تو اس طرح آستین گردن میں ڈالنا امرِ مخفی کے اظہار کے واسطے یعنی تضرع کے واسطے حصول شعار گردشِ حال کے یا مقصود کے کیونکر نا جائز ہوگا۔ انتہٰی مترجما بترجمۃ المولوی خرم علی البلهوری فی شفاء العلیل ترجمۃ القول الجمیل میں کہتا ہوں جب آستین گلے میں باندھنا باآنکہ طرق ماثورہ میں وارد نہیں اس وجہ سے کہ اُس میں تضرع مخفی کا اظہار شدید ہے اگرچہ نفس اظہار گڑگڑانے کی صورت سے حاصل تھا جائز ٹھہرا تو یہ چند قدم جانب عراق محترم چلنا اس وجہ سے کہ اُس میں توجہ مخفی کا اظہار قوی ہے کیونکہ ناجائز ہوگا **ثالثًا** ظاہر مصلح خاطر ہے لہذا جس امر میں جمع عزیمت وصدق ارادت کا اہتمام چاہتے ہیں وہاں اس کے مناسب افعال وجوارح رکھے جاتے ہیں کہ ان کی مدد سے خاطر جمع اور انتشار دفع ہو اسی لیے نماز میں تلفظ بہ نیت بقصد جمع عزیمت علما نے مستحسن رکھا کما فی المبسوط والھدایۃ والکافی والحلیۃ وغیرھا شاہ ولی اللہ حجۃ البالغہ میں لکھتے ہیں من جبلۃ الانسان انہ اذا استقر فی قلبہ شیئ جری حسب ذٰلک الارکان واللسان وھو قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی جسد ابن اٰدم مضغۃ الحدیث ففعل اللسان والارکان اقرب مظنۃ وخلیفۃ لفعل القلب اور یہی سر ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین اور تشہد میں انگشت شہادت سے اشارہ مقرر ہوا شاہ ولی اللہ اسی کتاب میں لکھتے ہیں الھیأۃ المندوبۃ ترجع الی معان منھا تحقیق الخضوع کصف القدمین ومنھا محاکاۃ ذکر اللہ تعالٰی باصابعہ ویدہ حذو ما یعقلہ بجنانہ کرفع الیدین والاشارۃ بالمسبحۃ لیکون بعض الامر معاضد البعض الخ اھ ملخصا اور اسی قبیل سے ہے دعا میں ہاتھ اُٹھانا چہرے پر پھیرنا شاہ ولی اللہ تصریح کرتے ہیں کہ یہ افعال رغبت باطنی کی تصویر بنانے کو ہیں کہ قلب اُس پر خوب متنبہ ہوجائے اور حالت قلب ہیأت بدن سے تائید پائے کتاب مذکور میں ہے اما رفع الیدین ومسح الوجہ بھما فتصویر للرغبۃ ومظاھرۃ بین الھیأۃ النفسانیۃ وما یناسبھا من الھیأۃ البدنیۃ وتنبیہ للنفس علی تلک الحالۃ بعینہ یہی حالت اس چلنے کی ہے کہ رغبت باطنی کی پوری تصویر بتاتا اور قلب کو انجذاب تام پر متنبہ کرتا ہے جیسا کہ اس عمل شریف کے بجالانے والوں پر روشن گو منکر محروم بےخبر باش ع ذوق ایں مے نشناسی بخدا تا نچشی ‹ **رابعًا** سنت نبویہ علی صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ ہے کہ جہاں انسان سے کوئی تقصیر واقع ہو عمل صالح وہاں سے ہٹ کر کرے اسی لیے جب ایک بار سفر میں آخر شب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وصحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے نزول فرمایا اور آنکھ نہ کھلی یہاں تک کہ آفتاب چمکا حضور نے وہاں نماز نہ پڑھی اور فرمایا اس جگہ شیطان حاضر ہوا تھا اپنے مرکبوں کو یوہیں لیے چلے آؤ پھر وہاں سے تجاوز فرماکر نماز قضا کی مسلم فی صحیحہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال عرسنا مع نبی اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فلم نستیقظ حتی طلعت الشمس فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لیأخذ کل رجل برأس راحلتہ فان ھذا منزل حضرنا فیہ الشیطان قال ففعلنا ثم دعا بالماء فتوضأ الحدیث یہاں بھی جب یہ محتاج دو رکعت نماز پڑھ چکا اور اب وقت وہ آیا کہ جہت توسل کی طرف مونھ کرکے اللہ جل جلالہ سے دعا چاہتا ہے نفس نماز میں جو قلت حضور وغیرہ قصور سرزد ہوئے یاد آئے اور سمجھا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں شیطان کے دخل نے مجھ سے مناجات الٰہی میں تقصیر کرادی ناچار ہٹتا ہے اور

بُظاہر کہ جہت توجہ اس کے لیے اولٰی والیسر یمیناً وشمالاً انصراف میں ترک توجہ اور رجعت قہقری بُعد کی صورت اور اقبال نشان اقبال نکان ھوالمختار **خامساً** خادم شرع جانتا ہے کہ صاحب شرع صلوات اللہ وسلامہ علیہ کو باب دعا میں تفاؤل پر بہت نظر ہے اسی لیے استسقا میں قلب رِدا فرمایا کہ تبدل حال کی فال ہو الدارقطنی بسند صحیح علی اصولنا عن الامام ابن الامام ابن الامام جعفر بن محمد بن علی رضی اللہ تعالٰی عنہم عن ابیہ انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حول رداءہ لیتحول القحط امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں قالوا والتحویل شرع تفاؤلا بتغیر الحال من القحط الی نزول الغیث والخصب ومن ضیق الحال الی سعتہ اِسی لیے بدخوابی کے بعد جو اُس کے دفع شر کی دعا تعلیم فرمائی ساتھ ہی یہ بھی ارشاد ہوا کہ کروٹ بدل لے تاکہ اُس حال کے بدل جانے پر فال حسن ہو مسلم وابوداود والنسائی وابن ماجہ عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما مرفوعًا اذا رأی احدکم الرؤیا یکرھھا فلیبصق عن یسارہ ثلثا ولیستعذ باللہ من الشیطان ثلثا ولیتحول عن جنبہ الذی کان علیہ علامہ مناوی تیسیر میں لکھتے ہیں تفاؤلا بتحول تلک الحال اِسی لیے ہنگام استسقا پشت دست جانب آسمان رکھے کہ ابر چھانے اور باران آنے کی فال ہو مسلم عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم استسقی فاشار بظھر کفیہ الی السماء اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے طیبی گفتہ این نیز برائے تفاؤل ست بقلب وتبدل حال مثل صنیع وے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم در تحویل ردا اشارتست بمطلوب کہ بطون سحائب بجانب زمین گردد و بریزد آنچہ در دست از امطار واللہ تعالٰی اعلم اِسی لیے علما نے مستحب رکھا جب دفع بلا کے لیے دعا ہو پشت دست سوئے سما ہو گویا ہاتھوں سے آتش فتنہ کو بجھاتا اور جوش بلا کو دباتا ہے اشعہ میں ہے گفتہ اند چوں دعا برائے طلب وسوال چیزے از نعما بود مستحب ست کہ گردانیدہ شود بطن کفہا بجانب آسمان وہر گاہ کہ برائے دفع ومنع فتنہ وبلا باشد پشتہائے دست بجانب آسمان کند از برائے اطفائے نائرۂ فتنہ وبلا وپست کردن قوت حادثہ وغلبۂ آں اسی لیے دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنا مسنون ہوا کہ حصول مراد وقبول دعا کی فال ہو گویا دونوں ہاتھ خیر وبرکت سے بھر گئے اس نے وہ برکت اعلٰی واشرف اعضا پر اُلٹ لی کہ اُس کے توسط سے سب بدن کو پہنچ جائے گی ترمذی وحاکم کی حدیث میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا رفع یدیہ فی الدعاء لم یحطھما حتی یمسح بھما وجھہ علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر میں فرماتے ہیں تفاؤلا باصابۃ المراد وحصول الامداد اور حدیث حسن ابی داود عن السائب بن یزید عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا دعا فرفع یدیہ مسح وجھہ بیدیہ کے نیچے لکھا تفاؤلا وتیمنا بان کفیہ ملئتا خیرا فافاض منہ علی وجھہ اور حدیث ابی داود وبیہقی عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سلوا اللہ ببطون اکفکم ولا تسئلوہ بظھورھا فاذا فرغتم فامسحوا بھا وجوھکم کے تحت میں لکھا تفاؤلا باصابۃ المطلوب وتبرکا بایصالہ الی وجھہ الذی ھو اشرف الاعضاء ومنہ یسری الی بقیۃ البدن فاضل علی قاری نے حرز ثمین میں فرمایا لعل وجھہ انہ ایماء الی قبول الدعاء وتفاؤل بدفع البلاء وحصول العطاء فان اللہ سبحنہ یستحیی ان یرد یدعبدہ صفرا خالیا من الخیر فی الخلاء والملاء اِسی طرح صاحب شرع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نائب جلیل رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مقاصد شرع پر لحاظ فرما کر خاص اُن کے موافق یہ چلنا مقرر فرمایا کہ نفی اعراض وعطائے قربت وحصول اغراض واقبال اجابت کے لیے فال حسن ہو واللہ تعالٰی الموفق **سادساً** صحیح مسلم شریف میں بروایت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما ثابت کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ

وسلم عین نماز میں چند قدم آگے بڑھے جب جنت خدمتِ اقدس میں اتنی قریب حاضر کی گئی کہ دیوار قبلہ میں نظر آئی یہاں تک کہ حضور بڑھے تو اُس کے خوشہ ہائے انگور دستِ اقدس کے قابو میں تھے اور یہ نماز صلاۃ الکسوف تھی وذلك قوله (بعد ما وصف صلاۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی الکسوف) ثم تأخر (یعنی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) وتأخرت الصفوف خلفہ حتی انتهینا (وقال مسلم وقال ابوبکر یعنی ابن ابی شیبۃ شیخہ حتی انتهی) الی النساء ثم تقدم وتقدم الناس معہ حتی قام فی مقامہ فانصرف حین انصرف وقد اضت الشمس فقال (وقص الحدیث حتی قال) مامن شیئ توعدونه الا وقد رأیته فی صلاتی هذه لقد جیئ بالنار وذلکم حین رأیتمونی تأخرت (وساق الخبر الی ان قال) ثم جیئ بالجنۃ وذلکم حین رأیتمونی تقدمت حتی قمت فی مقامی ولقد مددت یدی وانا ارید ان اتناول من ثمرها (الحدیث مختصر) اسی طرح جب ارباب باطن واصحاب مشاہدہ یہ نماز پڑھ کر بروجہ توسل عراق شریف کی طرف متوجہ ہوتے ہیں انوار و برکات وفیوض وخیرات اُس جانب مبارک سے باہزاراں جوش و ہجوم بہم آتے نظر آتے ہیں یہ بیتابانہ اُن خوشہائے انگور جنات نور و باغات سرور کی طرف قدم شوق پر بڑھتے اور اُن عزیز مہمانوں کے لیے رسم باجمال تلقی و استقبال بجالاتے ہیں سبحان اللہ کیا جائے انکار ہے اُس نیک بندے پر جو اپنے رب کی برکات وخیرات کی طرف مسارعت کرے،

ان جئتکم قاصدا اسعی علی بصری　　　لم اقض حقا وای الحق ادیت

رہے ہم عامی جن کا حصہ یہی شقشقۂ لسان واضطراب ارکان ہے وبس نسأل اللہ العفو والعافیۃ ہم اس امرجمیل میں اُن اہل بصائر کے طفیلی ہیں ع وللارض من کأس الکرام نصیب ؛ جیسے نماز کہ اُس کے اکثر افعال و احکام اُن اسرار و حِکَم پر مبنی جو حقیقۃً صرف احوال سنیۂ اہل قلوب پر مبتنی پھر عوام بھی صورت احکام میں اُن کے مشارک مثلاً نماز نہاری میں اخفا واجب ہوا اور لیلی میں جہر کہ لیل آیت لطف ہے اور اُس کی تجلی لطیف اور نہار آیت قہری ہے اور اُس کی تجلی شدید پھر تجلی جہری تجلی ستری سے بہت قوی وگرم لہذا تعدیل کے لیے تجلی قہری کے ساتھ ٹھنڈی تجلی رکھی گئی اور لطفی کے ساتھ گرم جمعہ وعیدین میں باوجود نہاریت حکم جہر ہوا کہ بوجہ کثرت حاضرین انس حاصل اور دہشت زائل اور قلب بوجہ شہود خلق شہود تجلی سے قدرے ذاہل بھی ہوگا مع ہذا ایک ہفتہ کی تقصیرات جمع ہوکر حجاب میں گونہ قوت پیدا کرتی ہیں تو گلہ ہے ماہے یہ معالجہ مناسب ہوا جو اپنی حرارت سے اُسے گلادے جیسے اطبا خطوط دقیقہ دیکھنے سے منع کرتے اور نادراً بغرض تمرین اُسے علاج سمجھتے ہیں اور کسوف میں گو جماعت کثیر اور وقفہ طویل ہے پھر بھی اخفا ہی رہا کہ وہ وقت تخویف و تجلی جلال اور وقفہ طویل ہے جہر نہ ہوسکے گا اسی لیے ہمارے نزدیک نماز جنازہ میں اصلاً قراءت نہیں کہ یہ ہیبت عظیم و تجلی جلال تجلی شدید قرآنی سے جمع نہ ہو اور جو قراءت رکھتے ہیں وہ بھی جہر نہیں رکھتے کہ شدت برشدت بڑھ جائے گی۔ شب کو آٹھ رکعت تک ایک نیت سے جائز اور دن کو چار سے زیادہ منع کہ سنت الٰہیہ ہے تجلی شیأ فشیأ وارد کرتے اور ہر ثانی میں اول سے قوی بھیجتے ہیں تو تجلی گرم نہاری کے ساتھ چار سے آگے تاب نہ آئے گی اسی لیے ہر دو رکعت پر جلسۂ طویلہ کا حکم ہوا کہ خوب آرام پالے اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی یاد واجب ہوئی کہ لطف جمال سے حظ اُٹھالے اور پچھلی رکعتوں میں قراءت معاف کہ تجلیات بڑھتی جائیں گی شاید دشواری ہو اور منفرد پر جہر واجب نہیں کہ بوجہ تنہائی دہشت وہیبت زیادہ ہوتی ہے عجب نہیں کہ تاب نہ لائے تو اُسے اُس کے حال ووقت پر چھوڑنا مناسب رکوع وسجود میں قراءت قرآن

ممنوع ہوئی کہ اُن کی تجلی تجلی قیام سے سخت اشد دوسری تجلی شدید قرارت مل کر افراط ہوگی نیز[14] قعود میں قرارت ممنوع ہوئی کہ وہ آرام دینے کے لیے رکھا گیا تجلی قرآنی کی شدت مل کر اُسے مقصود سے خالی کردے گی اسی[15] لیے رکوع کے بعد قومہ کا حکم ہوا کہ اس تجلی قوی سے آرام لے کر تجلی اقوی کی طرف جائے ورنہ تاب نہ لائے گا اسی[16] بنا پر بین السجدتین اطمینان سے بیٹھنا واجب کیا گیا کہ تجلی سجدۂ ثانیہ اور اشد و اعظم ہوگی اشد براشد کی توالی سے نبیان بشری نہ منہدم ہوجائے امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان میں نقل فرماتے ہیں انه وقع لبعض تلامذة سیدی عبد القادر جیلی رضی اللہ تعالٰی عنه انه سجد فصار یضمحل حتی صار قطرة ماء علی وجه الارض فاخذها سیدی عبد القادر رضی اللہ تعالٰی عنه بقطنة ودفنها فی الارض وقال سبحن اللہ رجع الی اصله بالتجلی علیه یعنی حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بعض مریدوں نے سجدہ کیا جسم گھلنا شروع ہوا یہاں تک کہ گوشت پوست ہڈی پسلی کسی شئے کا نشان نہ رہا صرف ایک بوند پانی کی زمین پڑی رہ گئی حضور پُرنور نے روئی کے پھوئے سے اُٹھا کر زمین میں دفن کردی اور فرمایا سبحن اللہ تجلی کے سبب اپنی اصل کی طرف پلٹ گیا)

قسمت نگر کہ کشتۂ شمشیر عشق یافت		مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند

سابعًا دیدۂ انصاف بے غبار وصاف ہو تو احادیث صحیحہ سے اس کا بھی پتا چلتا ہے کہ جہاں جانا چاہے اُس طرف چند قدم قریب ہونا اور جہاں سے جُدائی مقصود ہو اُس سے کچھ گام دُور ہونا بھی نافع و بکار آمد ہوتا ہے جب کمال قرب وبعد میسر نہ ہو طبرانی نے معجم کبیر اور حاکم نے بسند صحیح مستدرک میں برشرط شیخین ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی حضور سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کل شیئ یتکلم به ابن اٰدم فانه مکتوب علیه فاذا اخطأ الخطیئة ثم احب ان یتوب الی اللہ عزوجل فلیأت بقعة مرتفعه فلیمد یدیه الی اللہ ثم یقول اللھم انی اتوب الیك منها لاارجع الیها ابدا فانه یغفر له مالم یرجع فی عمله ذلك آدمی کا ہر بول اُس پر لکھا جاتا ہے تو جو گناہ کرے پھر اللہ تعالٰی کی طرف توبہ کرنا چاہے اُسے چاہیے بلند جگہ پر جائے اور اللہ تعالٰی کی طرف ہاتھ پھیلا کر کہے الٰہی میں اس گناہ سے تیری طرف رجوع لاتا ہوں اب کبھی اُدھر عود نہ کروں گا اللہ تعالٰی اس کے لئے مغفرت فرمادے گا جب تک اُس گناہ کو پھر نہ کرے) توبہ کے لیے بلندی پر جانے کی یہی حکمت ہے کہ حتی الوسع موضع معصیت سے بُعد اور محل طاعت ومنزل رحمت یعنی آسمان سے قرب حاصل ہو جب سیدنا موسٰی علیہ الصلاۃ والسّلام کا زمانۂ انتقال قریب آیا تیہ میں تشریف رکھتے تھے اور ارض مقدسہ پر جبّارین کا قبضہ تھا وہاں تشریف لے جانا میسر نہ ہوا دعا فرمائی کہ اُس پاک زمین سے مجھے ایک سنگ پرتاب قریب کردے بخاری مسلم نسائی ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی ارسل ملك الموت الی موسٰی علیهما الصلاۃ والسّلام (فذکر الحدیث الی ان قال) فسأل اللہ ان یدنیه من الارض المقدسة رمیة بحجر شیخ محقق رحمہ اللہ تعالٰی شرح مشکوۃ میں دعائے موسٰی علیہ الصلاۃ والسلام کا یوں ترجمہ کرتے ہیں نزدیک گردان مراازان اگرچہ مقدار یک سنگ اندازہ باشد ظاہر ہے کہ ہنگام حاجت سردست عراق شریف کی حاضری متعذر لہذا چند قدم اُس ارض مقدسہ کی طرف چلنا ہی مقرر ہوا کہ مالا یدرك کله لا یترك کله وللہ الحمد دقه دجلہ رہی عدد یازدہ کی تخصیص اُس کی وجہ ظاہر کہ ان اللہ تعالٰی وتر یحب الوتر اللہ تعالٰی طاق ہے طاق کو دوست رکھتا ہے قاله النبی صلی اللہ تعالٰی

علیہ وسلم رواہ الامام احمد عن ابن عمر بسند صحیح والترمذی عن علی بسند حسن وابن ماجۃ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین اور افضل الاوتار و اول الاوتار ایک ہے مگر یہاں تکثیر مطلوب اور اُس کے ساتھ تبیین بھی ملحوظ لہذا یہ عدد مختار ہوا کہ یہ افضل الاوتار کا پہلا ارتفاع ہے جو خود بھی وتر اور مشابہت زوج سے بھی بعید کہ سوا ایک کے اُس کے لیے کوئی کسر صحیح نہیں اور اس سے ایک گھٹا دینے کے بعد بھی جو زوج حاصل ہوتا ہے زوج محض ہے نہ زوج الازواج کہ اُس کے دونوں حصص متساویہ خود افراد ہیں بلکہ خلوتر پردہ بعینہ ایک ہے۔ شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں الشرع لم یخص عددا الا لحکم ترجع الی اصول الاول ان الوتر عدد مبارك لایجاوزعنہ ما کان فیہ کفایۃ ثم الوتر علی مراتب وتر یشبہ الزوج کالتسعۃ والخمسۃ فانھما بعد اسقاط الواحد ینقسمان الی زوجین والتسعۃ وان لم تنقسم الی عددین متساویین فانہا تنقسم الی ثلثۃ متساویۃ وامام الاوتار الواحد وحیث اقتضت الحکمۃ ان یؤمر باکثار اختار عددا یحصل بالترفع کالواحد یترفع الی احد عشر اھ ملتقطا اس کے بعد فقیر گدائے سرکار قادریہ غفراللہ لہ کل ذنب وخطیۃ نے سرکار غوثیت مدار سے اس عدد مبارک کے اختصاص پر بعض دیگر نکات جمیلہ عظیمہ جلیلہ پائے ہیں کہ بتوفیق اللہ تعالٰی رسالہ مبارکہ ازھار الانوار من صبا صلاۃ الاسرار میں ذکر کیے یہاں اُن کا بیان زخمہ بر عود بلبیں گاواں فمن شاء فلیرجع الی ذالك التحریر الانیق واللہ سبحنہ ولی التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولٰنا محمد والہ وصحبہ اجمعین۔ **بالجملہ** اس نماز مقدس میں اصلاً کوئی محذور شرعی نہیں اور خود کونسا طریقہ دیانت وانصاف ہے کہ جوامر حضور پُر نور محی الملۃ مقیم السنۃ ملاذ العلما معاذ العرفا وارث الانبیا ولی الاولیا منبع الارشاد مرجع الافراد امام الائمہ مالک الازمہ کاشف الغمہ ملجأ الامہ قطب الاعلم غوثنا الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ وارضاہ وجعل حرزنا فی الدارین رضاہ ارشاد فرمائیں اور حضور کے اصحاب اکابر انجاب قدست اسرارھم وتممت انوارھم کہ بالیقین اعاظم علما واجلہ کملا تھے اُسے بجالائیں اور طبقۃً فطبقۃً اولیا وعلمائے سلسلہ علیۂ عالیۂ قادریہ روح ارواح اصحابہا وآروی قلوبنا بناھل عبابہا اُسے اپنا معمول بنائیں اور ثقات علما وکبار اولیا اپنی تصانیف میں اُسے نقل وروایت کریں اجازتیں دیں اجازتیں لیں اور منکرین مکابرین کو اصلاً قدرت نہ ہو کہ آیت وحدیث تو بڑی چیز ہے کہیں دوچار عمائد دین وفقہائے معتمدین ہی سے اُس پر ردّ وانکار بے اعانت کذب واختلاق ومکابرہ وشقاق ثابت کرسکیں ایسی جمیل چیز جلیل عزیز کو محض اپنی ہوائے نفسانی واصول بہتانی کی بنا پر بلحاظ اصل مذہب شرک قطعی اور فاعلوں مجوزوں کو معاذ اللہ مشرک جہنمی اور بخوف اہل حق تسہیل امر کو ہارے جی سے صرف فاسق بدعتی بتائیے اور انکار ارشاد سید الاولیا وتضلیل وتفسیق علما وعرفا کا وبال عظیم گردن پر اٹھائیے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ○ اور حضرات منکرین کا یہ کہنا کہ صحابہ تابعین سے منقول نہیں صحابہ محبت وتعظیم میں ہم سے زیادہ تھے ثواب ہوتا تو وہی کرتے **اوّلاً** وہی معمولی باتیں ہیں جن کے جواب علمائے اہل سنت کی طرف سے ہزار ہزار بار ہوچکے جسے آفتاب روشن پر اطلاع منظور ہو اُن کی تصانیف شریفہ کی طرف رجوع لائے علی الخصوص کتاب مستطاب اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد وکتاب لاجواب اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام وغیرہما تصانیف لطیفہ وتالیف منیفہ حضرت تاج المحققین سراج المدققین حامی السنن ماحی الفتن بقیۃ السلف حجۃ الخلف فرد الاماثل فخر الاکابر وارث العلم کابرًا عن کابر سیدی ووالدی حضرت

مولانا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی اعظم اللہ اجرہٗ ونور قبرہٗ وقدس سرہٗ ورزقنا برہٗ واعطاہ المسرۃ ووقاہ المضرۃ وکل معرۃ بجاہ المصطفٰی وآلہ الشرفاء علیہ وعلیہم الصلاۃ والثناء آمین آمین یا اھل التقوٰی واھل المغفرۃ اور فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ بھی اس بحث اور اس کے امثال کو بروجہ اجمال رسالہ اقامۃ القیامہ علی طاعن القیام لنبی تہامہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ورسالہ منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین ۔ وغیرہما اپنے رسائل ومسائل میں بقدر کفایت منقح کرچکا والحمد للہ رب العٰلمین **ثانیًا** یہاں تو ان جہالات کا کوئی محل ہی نہیں یہ نماز ایک عمل ہے کہ قضائے حاجات کے لیے کیا جاتا ہے اور اعمال مشایخ میں تجدید واحداث کی ہمیشہ اجازت شاہ ولی اللہ ہوامع میں لکھتے ہیں اجتہاد را در اختراع اعمال تصریفیہ راہ گشادہ است مانند استخراج اطبا نسخہائے قرابادین را این فقیر را معلوم شدہ است کہ در وقت صبح صادق تا اسفار مقابل صبح نشستن وچشم را بآں نور دوختن ویا نور را گفتن تا ہزار بار کیفیت ملکیہ را قوت مید ہد واحادیث نفس را می نشاند اُسی میں ہے چند نوع از کرامت از ہیچ ولی الا ماشاء اللہ منفک نمی شود از انجملہ ظہور تاثیر در اعمال تصریفیہ او تا عاملے بفیض او منتفع شوند اھ ملخصا خود شاہ ولی اللہ اور اُن کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب اور اُنکے فرزند ارجمند شاہ عبدالعزیز صاحب نے ہرگونہ حاجات کے لیے صدہا اعمال بتائے کہ تازہ بنے تھے یا آپ ہی بنائے جن کا پتا قرون ثلثہ میں اصلانہ تھا بعض اُن میں سے فقیر نے اپنے رسالہ منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین میں ذکر کیے اور خود اُن کی قول الجمیل ایسی باتوں کی حائز وکفیل جامع تر سیفے شاہ ولی اللہ کتاب الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں تصریح کرتے ہیں کہ انھوں نے جواہر خمسہ شیخ محمد غوث گوالیاری علیہ رحمۃ الباری کی سندیں اور اُس کے اعمال کی اجازتیں اپنے استاذ علم حدیث مولٰنا ابو طاہر مدنی وشیخ محمد سعید لاہوری مرحومین سے حاصل کیں حیث قال این فقیر خرقہ از دست شیخ ابو طاہر کردی پوشیدہ وایشاں بعمل انچہ در جواہر خمسہ است اجازت دادند عن ابیہ الشیخ ابراھیم الکردی عن الشیخ احمد القشاشی عن الشیخ احمد الشناوی عن السید صبغۃ اللہ عن الشیخ وجیہ الدین علوی الگجراتی عن الشیخ محمد غوث الگوالیاری وایضًا لبسہا الشیخ ابوطاھر عن الشیخ احمد النخلی بسندہ الی اٰخرہٖ وایضا فقیر در سفر حج چوں بلاہور رسید دست بوس شیخ محمد سعید لاہوری دریافت ایشاں اجازت دعائے سیفی دادند بل اجازت جمیع اعمال جواہر خمسہ وسند خود بیان کردند وایشاں دریں زمانہ یکی از اعیان مشایخ طریقہ احسنیہ وشطاریہ بودند وچوں کسی را اجازت مید دادند اور ادر دعوت رجعت نمی شود رحمہ اللہ تعالٰی قال الشیخ المعمر الثقۃ حاجی محمد سعید لاھوری اخذت الطریقۃ الشطاریۃ واعمال الجواھر الخمسۃ من السیفی وغیرہ عن الشیخ محمد اشرف لاھوری عن الشیخ عبدالملک بایزید الثانی عن الشیخ وجیہ الدین الگجراتی عن الشیخ محمد غوث الگوالیاری انتہی حضرات منکرین ذرا مہربانی فرماکر جواہر خمسہ پر نظر ڈال لیں اور اُس کے اعمال کا ثبوت قرون ثلثہ سے دیدیں بلکہ اپنے اصول مذہب پر اُن اعمال کو بدعت وشرک ہی سے بچالیں جن کے لیے شاہ ولی اللہ جیسے سُنّی موحد محدث نہ سند لیتے اور اپنے مشایخ حدیث وطریقت سے اجازت حاصل کرتے ہیں زیادہ نہ سہی یہی دعائے سیفی جس کی نسبت شاہ ولی اللہ نے لکھا کہ میں نے اپنے شیخ سے اخذ کی اور اجازت لی اُسی کی ترکیب میں ملاحظہ ہو کہ جواہر خمسہ میں کیا لکھا ہے ناد علی ہفت بار یا سہ بار یا یکبار بخواند وآں اینست ناد علیا مظہر العجائب تجدہ عونا لک فی النوائب کل ھم وغم سینجلی بولایتک یا علی یا علی یا علی

مسئلہ ۔ قال اللہ تعالٰی واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ اور جب خدا نے عہد لیا اُن لوگوں سے جنھیں کتاب دی گئی اُسے صاف بیان کردیں گے لوگوں سے اور چھپائیں گے نہیں) اب کیا فرماتے ہیں علمائے ملتِ نجدیہ ھداھم اللہ تعالٰی الی الملۃ الحنفیۃ کہ جو لوگ نادِ علی پڑھیں پڑھائیں سیکھیں سکھائیں اُس کی سندیں دیں اجازتیں لائیں اُس کے سلسلے کو سلاسل اولیاء اللہ میں داخل کرجائیں اُس کے حکم دینے والوں کو ولی کامل بتائیں اپنا شیخ ومرشد ومرجع سلسلہ بتائیں اُن میں بعض کو بلفظ ثقہ واعیانِ مشائخ اور اُن کی ملاقات کو بکلمۂ دستبوس تعبیر فرمائیں اُنھوں نے غم ومصیبت ورنج وآفت کے وقت یا علی یا علی کہنا روا رکھا یا نہیں اور اسے ورد وظیفہ بنایا یا نہیں اور غیر خدا کو خدا کا شریک فی العلم وشریک فی التصرف ٹھہرایا یا نہیں اور وہ اس سبب سے مشرک کافر بے ایمان جہنمی ہوئے یا نہیں پھر جو ایسوں کو اپنا پیر جانیں عالمِ اُمت حامی سنت وقطب زمان ومرشدِ دوراں مانیں (جیسے جناب **شاہ عبدالعزیز صاحب**) اُنھیں مقتدائے دین وپیشوائے مسلمین بتائیں اُن کے علم وافضال وعرفان وکمال پر سچے دل سے ایمان لائیں (جیسے تمام اصاغر واکابر **حضرات وہابیہ**) اُنھیں سید الحکما وسید العلما وقطب المحققین فخر العرفاء المکملین اعلمھم باللہ وقبلۂ ارباب تحقیق وکعبۂ اصحاب تدقیق وقدوۂ اولیا وزبدۂ ارباب صفا بلکہ امام معصوم وصاحب وحی تشریعی ٹھہرائیں (جیسے **میاں اسمٰعیل دہلوی**) ان سب صاحبوں کی نسبت کیا حکم ہے یہ حضرات ایک مشرک شرک جو شرک پسند شرک آموز کو پیر وپیشوا وامام ومقتدا بناکر سید العلما ومقبول خدا بتاکر خود بھی کافر ومشرک ومستحق عذاب الیم وہلاک ہوئے یا نہیں اور اُن پر بھی مسئلۂ الرضاء بالکفر کفر ومسئلہ من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر وحکم آیۂ کریمہ ومن یتولھم منکم فانہ منھم وحدیث صحیح المرء مع من احب جاری ہوگا یا نہیں بینوا توجروا خیر یہ تو جملۂ معترضہ تھا پھر اصل بحث یعنی دربارۂ اعمال تجدید واختراع کی طرف چلئے یہی شاہ ولی اللہ صاحب اسی انتباہ میں قضائے حاجات کے لیے ختم خواجگان چشت قدست اسرارہم کی ترکیب بتاتے اور اُس کے آخر میں یوں فرماتے ہیں دہ مرتبہ درود خواندہ ختم کنند وبرقدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند وحاجت از خدائے تعالٰی سوال نمایند ہمیں طور ہر روز میخواندہ باشد ان شاء اللہ تعالٰی درایام معدودہ مقصود بحصول انجامد مرزا مظہر جانجاناں صاحب اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں دعائے حزب البحر وظیفۂ صبح وشام وختم حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم ہر روز بجہت حل مشکلات باید خواند دوسرے مکتوب میں لکھتے ہیں ختم خواجہا رضی اللہ تعالٰی عنہم وختم حضرت مجدد رضی اللہ تعالٰی عنہ بعد حلقۂ صبح لازم گیرید مکتوب آخر میں کہتے ہیں ختم حضرات خواجہا وختم حضرت مجدد رضی اللہ تعالٰی عنہم نیز اگر یاراں جمع آیند بعد از حلقۂ صبح براں مواظبت نمایند کہ از معمولات مشائخ ست وفائدۂ بسیار وبرکت بیشمار دارد اور مرزا صاحب موصوف کے معمولات مسمّی بہ معمولات مظہری سے اُس کی ترکیب یوں منقول اول دست بر داشتہ سورۂ فاتحہ یکبار بخواند الخ اخیر میں لکھا بعد ازاں از جناب خدائے عزوجل حصول مطالب بتوسل ایں بزرگواراں باید خواست وتا سرانجام مقصود مداومت باید نمود الخ ان صاحبوں سے کوئی نہیں کہتا کہ یہ طریقے قرونِ ثلثہ میں کہاں منقول ہیں ان میں کچھ ثواب یا تقرب الی اللہ کی امید ہوتی تو صحابہ ہی بجالاتے اور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی فاتحہ شیرینی پر دلاتے والحمد للہ علی وضوح الحق **ثالثاً** خیر صلاۃ الاسرار شریف تو ایک عمل لطیف ہے کہ مبارک بندہ اپنے حصول اغراض ودفع اعراض کے لیے پڑھتا ہے مزاج پرسی اُن حضرات کی ہے جو خاص امور ثواب وتقرب رب الارباب میں جو محض اسی نیت سے کیے جاتے ہیں

ہمیشہ تجدید و اختراع کو جائز مانتے اور اُن محدثات کو ذریعہ وصول الی اللہ جانتے ہیں وہ کون شاہ ولی اللہ شاہ عبدالعزیز مرزا مظہر جانجاناں شیخ مجدد الف ثانی مولوی اسمٰعیل دہلوی مولوی خرم علی بلہوری وغیرہم جنھیں منکرین بدعتی و گمراہ کہیں تو کس کے ہو کر رہیں خود شاہ ولی اللہ قول الجمیل میں اپنے اور اپنے پیرانِ مشایخ کے آداب طریقت و اشغال ریاضت کی نسبت صاف لکھتے ہیں لم یثبت تعیین الاداب ولا تلک الاشغال یہ خاص آداب و اشغال نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ثابت نہ ہوئے) **شاہ عبدالعزیز صاحب** حاشیہ قول الجمیل میں فرماتے ہیں اسی طرح پیشوایانِ طریقت نے جلسات و ہیآت واسطے اذکار مخصوصہ کے ایجاد کیے ہیں مناسبات مخفیہ کے سبب سے جن کو مرد صافی الذہن اور علوم حقہ کا عالم دریافت کرتا ہے (الٰی قولہ) تو اس کو یاد رکھنا چاہیے انتہی بترجمۃ البلہوری **مولوی خرم علی** صاحب مصنف نصیحۃ المسلمین اسے نقل کرکے لکھتے ہیں یعنی ایسے امور کو مخالف شرع یا داخل بدعات سیئہ نہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ بعض کم فہم سمجھتے ہیں انتہی اور سنیے اسی قول الجمیل میں اشغال مشایخ نقشبندیہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم میں تصور شیخ کی ترکیب لکھی کہ ثالثہا الرابطۃ بشیخہ فاذا صحبہ خلی نفسہ من کل شیئ الا محبتہ وینتظر لما یفیض منہ واذا غاب الشیخ عنہ یخیل صورتہ بین عینیہ بوصف المحبۃ والتعظیم فتفید صورتہ ما تفید صحبتہ اھ ملخصا یعنی تیسرا طریقہ وصول الی اللہ کا رابطہ شیخ ہے جب شیخ کی صحبت میں ہو تو اپنا دل اُس کی محبت کے سوا ہر چیز سے خالی کرے اور فیض کا منتظر ہو اور جب شیخ غائب ہو تو اُس کی صورت اپنے پیش نظر محبت و تعظیم کے ساتھ تصور کرے جو فائدے اُس کی صحبت دیتی تھی اب یہ صورت دے گی) شفاء العلیل میں شاہ عبدالعزیز صاحب سے نقل کیا حق یہ ہے کہ سب راہوں سے یہ راہ زیادہ تر قریب ہے انتہی اب کون کہے کہ یہ وہی راہ ہے جسے آپ کے سچے معتقدین ٹھیٹ بت پرستی بتائیں گے مرزا مظہر صاحب نے اگرچہ کتاب و سنت کو طرق حادثہ سے افضل مانا اور بیشک ایسا ہی ہے مگر ان کے بھی مباح و مفید ہونے کی تصریح فرمائی مکتوب ۱۱ میں لکھتے ہیں ذکر جہر با کیفیات مخصوصہ و نیز مراقبات باطوار معمولہ کہ در قرون آخرہ رواج یافتہ از کتاب و سنت ماخوذ نیست بلکہ حضرات مشایخ بطریق الہام و اعلام از مبدء فیاض اخذ نمودہ اند و شرع ازاں ساکت ست و داخل دائرہ اباحت و فائدہ دراں متحقق و انکار آں ضرور نے اور سنیے مکتوب ۱۶ میں ہے اگرچہ از مصحف مجید فال زدن در حدیث شریف نیامدہ اما ممنوع ہم نیست اگر کسی[1] زند مضایقہ ندارد انھیں کے ملفوظات میں ہے حضرت مجدد رضی اللہ تعالٰی عنہ طریقہ نو بیان نمودہ و مقامات و کمالات طریقہ خود بسیار تحریر فرمودہ دراں مقامات ہیچ شبہہ نیست کہ باقرار ہزاراں علما و عقلا بتواتر رسیدہ اھ ملخصا اُسی میں ہے **حضرت شاہ ولی اللہ** محدث رحمۃ اللہ علیہ طریقہ جدیدہ بیان نمودہ اند و در تحقیق اسرار معرفت طرز خاص دارند مثل ایشاں در محققانِ صوفیہ کہ جامع اند در علم ظاہر و باطن و علم نو بیان کردہ اند چند کس گزشتہ باشند اھ ملخصا میاں اسمٰعیل دہلوی صراط المستقیم میں لکھتے ہیں اشغال مناسبہ ہر وقت و ریاضات ملائمہ ہر قرن جدا جدا می باشد و لہٰذا محققاں ہر وقت از اکابر ہر طریق در تجدید اشغال کوششہا کردہ اند بنا علیہ مصلحت دید وقت چناں اقتضا کرد کہ یک باب ازیں کتاب برائے بیان اشغال جدیدہ کہ مناسب ایں وقت ست تعیین کردہ شود الخ اب خدا جانے یہ حضرات بدعتی کیوں نہ ہوئے اور انھیں خاص ان امور دینیہ میں جو محض تقرب الی اللہ کیلئے کیے جاتے ہیں نئی نئی باتیں جو

[1] اقول یہ جناب مرزا صاحب کا خیال تھا صحیح یہ ہے کہ قرآن عظیم سے فال کھولنا منع ہے حدیقہ ندیہ میں ہے قال والدی رحمہ اللہ تعالٰی فی شرحہ علی شرح الدرر وفی کتاب التحفۃ اخذ الفال من المصحف مکروہ کذا ذکرہ القہستانی یعنی کراھۃ التحریم الخ ۱۲ منہ دام ظلہ

قرآن میں نہ حدیث میں نہ صحابہ میں نہ تابعین میں نکالنی اور عمل میں لانی اور اُن سے امید وصول الی اللہ رکھنی کس نے جائز کی مسئلہ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من سئل عن علم فکتمہ الجمہ اللہ یوم القیمۃ بلجام من نار اخرجہ احمد و ابوداود والترمذی وحسنہ والنسائی وابن ماجۃ والحاکم وصححہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ جس سے کوئی علمی بات پوچھی جائے وہ اُسے چھپائے اللہ تعالٰی روز قیامت اُسے آگ کی لگام دے) اب کیا فرماتے ہیں علمائے ملتِ اسمٰعیلیہ ھداھم اللہ تعالٰی الی الشریعۃ الحقۃ الابراھیمیۃ کہ دین خدا میں ایسی نئی نئی باتیں نکالنا اور یہ اقرار کرکے کہ کتاب و سنت سے ان کا ثبوت نہیں اُن پر عمل کرنا اور اُنھیں موجب ثواب و قرب رب الارباب سمجھنا بدعت سیئہ شنیعہ ہے یا نہیں اور یہاں حدیث من احدث فی امرنا مالیس منہ فھو رد و حدیث کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار و حدیث شر الامور محدثاتھا و حدیث اصحاب البدع کلاب اھل النار وارد ہوں گی یا نہیں اور جن صاحبوں نے یہ باتیں ایجاد فرمائیں آپ کیں اوروں سے کرائیں کتابوں میں لکھیں زبانی بتائیں حسب تصریح تقویۃ الایمان اُن کے اصل ایمان میں خلل آیا یا نہیں اور وہ بدعتی فاسق مخالف سنت قرار پائے یا نہیں اور اُن سے بھی کہا جائے گا یا نہیں کہ صحابہ ثواب و حسنات پر تم سے زیادہ حریص تھے بھلائی ہوتی تو وہی کر جاتے اور میاں بشیر قنوجی یہاں بھی ہیأت عبادات کو توقیفی بتائیں گے یا نہیں پھر جو لوگ ان صاحبوں کو امام و پیشوا جانتے اور ان کی مدح وستائش میں حد سے زیادہ غلو کرتے ہیں (جیسے شاہ ولی اللہ مداح و معتقد مرزا مظہر صاحب اور شاہ عبدالعزیز وصاف و مرید شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی اسمٰعیل غلام و یاد خوان ہر دو شاہ صاحب اور تمام حضرات وہابیہ مداحین و معتقدین جمیع صاحبان مذکورین) ان سب کے بارے میں کیا حکم ہے آیا بحکم حدیث من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام یہ سب کے سب قصر اسلام کے ڈھانے والے ہوئے یا نہیں یا یہ احکام صرف مجلس میلاد وغیرہ اُنھیں امور کے لیے ہیں جن میں محبوبان خدا کی محبت و تعظیم ہو باقی سب حلال و طیب اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے کہ تصور برزخ کو اتنا پسند کیا کہ اُسے سب سے زیادہ قریب تر راستہ خدا کا بتایا اور مولوی خرم علی صاحب نے اُسے نقل کرکے مسلم رکھا یہ دونوں صاحب مع اصل کاتب یعنی شاہ ولی اللہ صاحب پھر ان صاحبوں کے معتقدین و مداح سب کے سب مشرک و شرک پرست ٹھہرے یا نہیں یا یہ حضرات احکام شرع سے مستثنٰی ہیں اور تقویۃ الایمان و تذکیر الاخوان وغیرہما کی آیتیں حدیثیں صرف مومنین اہل سنت کو جو خاندان عزیزی سے نہ ہوں معاذ اللہ مشرک بدعتی بنانے کے لیے اُتری ہیں۔ بینوا توجروا۔ سبحٰن اللہ ان صاحبوں کے یہ احداث و اختراع سب مقبول ہوں اور ناجائز و بدعت ٹھہرے تو وہ نماز جو حضور پُرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے قضائے حاجات کے لیے ارشاد فرمائی ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا: حق جل وعلا مسلمانوں کو نیک توفیق بخشے اور اپنے محبوبوں کی جناب میں معاذ اللہ بدعقیدہ نہ کرے خصوصاً حضور سید المحبوبین مطلوب المطلوبین رضی اللہ تعالٰی عنہ وعنہم اجمعین آمین۔ یہ ہے جو اس گدائے سرکار فیضبار قادریہ پر برکات و نعمات حضور پُرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فائض ہوا ع گر قبول افتد زہے عز و شرف بگدائے بینوا فقیر ناسزا اپنے تاجدار عظیم الجود عمیم العطا کے لطف بے منت و کرم بے علت سے اس صلے کا طالب کہ عفو و عافیت و حسن عاقبت کے ساتھ اس دار ناپائدار سے رخصت ہوتے مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے عزیز پسر بتول زہرا کے لخت جگر علی مرتضٰی کے نور نظر

حسن وحسین کے قرۂ بصر محی سنت ابی بکر وعمر صلی اللہ تعالٰی علی الحبیب وعلیہم وسلم یعنی حضور غوث صمدانی قطب ربانی واہب الآمال معطی الامانی حضور پُرنور غوث اعظم قطب عالم محی الدین ابومحمد عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ وارضاہ وجعل حرزنا فی الدارین رضاہ کی محبت وعشق وعقیدت واتباع واطاعت پرجائے اور جس دن یوم ندعوکل اناس بامامھم کا ظہور ہو یہ سراپا گناہ زیر لوائے بیکس پناہ سرکار قادریت ظل الٰہ جگہ پائے فان ذلك علی اللہ یسیر ان اللہ علی کل شیئ قدیر بحمد اللہ وقع الفراغ من تسویدہ لثمان خلون للقمر الزاھر من شھر سیدنا الغوث الفاخر اعنی شھر ربیع الاٰخر فی ثلثۃ مجالس من ثلث غدوات عام الف وثلث مائۃ وخمس من ھجرۃ سید الکائنات علیہ وعلی اٰلہ وابنہ الوارث لمجدہ وکمالہ افضل الصلوات واکمل التسلیمات وازکی التحیات وانمی البرکات اٰمین اٰمین اٰمین والحمد للہ رب العٰلمین واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

ازھار الانوار من صبا صلاۃ الاسرار

۱۳۰۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

شکرالك یامن بالتوسل الیہ یغفر کثر الذنوب ۔ وحمدالك یامن بالتوکل علیہ یجبر کسر القلوب ۔ اسألك ان تصلی وتسلم وتبارك علی سراج افقك ۔ وملجأ خلقك ۔ وافضل قائم بحقك ۔ المبعوث بتیسیرك ورفقك ۔ رحمۃ للعٰلمین ۔ وشفیعا للمذنبین ۔ واماناً للخائفین ۔ ولیسر البائسین (سخت حاجتمندان را) ۔ وبشری للاٰئسین (ناامیدان را) ۔ محمدن النبی الرؤف الرحیم ۔ الجواد الکریم ۔ العلی العلیم ۔ الغنی الحی الحکیم الحلیم ۔ مصحح الحسنات ۔ مقیل العثرات ۔ قاضی الحاجات ۔ واھب المرادات ۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہ الطاھرین ۔ واصحابہ الظاھرین ۔ وازواجہ الطیبات امھات المؤمنین ۔ واولیاء امتہ الکاملین العارفین ۔ وامناء ملتہ الراشدین المرشدین ۔ لاسیما علی ھذا الفرد الفرید ۔ الغوث المجید ۔ الغیث المجید ۔ واھب النعم ۔ سالب النقم ۔ کاسب العدم ۔ صاحب القدم ۔ جود الجود وکرم الکرم ۔ ملاذ العرب ومعاذ العجم ۔ مناح العطایا ۔ مناع الرزایا ۔ القطب الربانی ۔ والغوث الصمدانی ۔ سیدنا ومولٰنا ابی محمد عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی ۔ رضی اللہ تعالٰی عنہ وارضاہ ۔ وجعل حرزنا فی الدارین ۔ اٰمین اٰمین ۔ یاارحم الراحمین ۔ واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریك لہ ۔ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ بالرحمۃ ارسلہ ۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی کل محبوب ومرضی لدیہ ۔ اما بعد فقد سألنی الفاضل الکامل ۔ جمیل الشمائل ۔ جامع الفضائل ۔ والفخر الجسیم ۔ والشرف العظیم ۔ مولٰنا الشاہ محمد ابراھیم ۔ القادری المدراسی الحیدرآبادی ۔